ماہنامہ
الحقیقہ
شکر گڑھ پاکستان
جنوری ۲۰۰۱ء ❋ شوال ۱۴۲۱ھ

بھارت: یوپی بھی تقسیم ہوگیا
INDIA
ممتاز صحافی طارق اسماعیل ساگر کے قلم سے

مجاہدین لشکرِ اسلام کی کامیاب کاروائی

مسئلہ زیارت قبور
احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں
مولانا محمد کاشف خان مدنی

امریکی جیلوں میں ہر سال
ہزاروں سیاہ فام قیدی اسلام قبول کرتے ہیں

بے لاگ احتساب
علامہ محمد رضاء الدین صدیقی
اسلام کے عدل و انصاف کا دلکش منظر جس نے بندہ و صاحب کو ایک صف میں کھڑا کر دیا

گستاخی کا انجام
انبیاء اولیاء اور ائمہ کی شان و عظمت میں گستاخیاں کرنے والوں کے لیے لمحہ فکریہ
حضرت علامہ ضیاء اللہ قادری سیالکوٹی



غزوۂ احد کے ایمان افروز واقعات
غلام مصطفیٰ مجددی ایم۔اے

حمد و نعت

پروفیسر محمد حسین آسیؔ

اللہ ذوالجلال نے دنیا بنائی ہے
محبوب ذوالجمال نے دنیا بسائی ہے

مقصود ہے خدا ہی حقیقت میں دوستو
سرکار ہی نے راہ حقیقت دکھائی ہے

ان کو در خدا نہ ملے، یہ محال ہے
جن کی در حبیب خدا تک رسائی ہے

اللہ کی عطا کا تو انکار مت کرو!
سرکار کی جو شان ہے، بیشک عطائی ہے

نور جہاں فروز ہے توحید بالیقیں!
عشق رسول قلب و نظر کی صفائی ہے

کہتے ہیں اہل عشق کو نادان اہل شرک
لوگو! خدا کی اور نبی کی دہائی ہے

مرشد کے در کا کتا بھی ہونا نہیں ہے سہل
آسی یہ تیرا دعویٰ فقط خود ستائی ہے

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

باطل کے خلاف حق کی آواز

ماہنامہ
مجلّۃ الحقیقہ
شکرگڑھ پاکستان

جنوری ۲۰۰۱ء ❁ شوال ۱۴۲۱ھ

جلد نمبر ۱ ❁ شمارہ نمبر ۴

زیرِ سرپرستی

حضرت علامہ پروفیسر محمد حسین آسی صاحب

مدیرِ اعلیٰ
شجاعت علی مجاہد

مدیرِ مسئول
غلام مصطفیٰ مجددی ایم۔اے

ادارت

فہرست

رابطہ برائے ترسیلِ زر وخط وکتابت
محمد آصف نقشبندی انچارج دفتر الحقیقہ نقشِ لاثانی نگر ○ شکرگڑھ

ہدیہ مجلہ : 10 روپے ⊕ سالانہ : 100 روپے

منجانب : شیرانِ اسلام (پاکستان) شکرگڑھ نے شائع کیا

توحید اور محبوبانِ خدا کے کمالات

پروفیسر محمد حسین آسی

بیاں میں نکتۂ توحید آ تو سکتا ہے
تیرے دماغ میں بتخانہ ہو تو کیا کہئے

توحید کا مختصر مفہوم: توحید اسلام کا اوّلین عقیدہ ہے۔ اس کی رو سے ساری کائنات کا خالق اور مالک حقیقی ایک اللہ (تبارک وتعالیٰ) ہے۔ نہ اس کی ذات میں کوئی شریک ہے نہ صفات میں، نہ اسماء میں اور نہ افعال واوامر میں۔ سب مخلوق ہر حال میں ہر وقت اسی کے لطف وکرم کی محتاج ہے۔ وہ سب پر غالب ہے اور جو چاہے جب چاہے کرے، کوئی اس کے ارادے کو ٹال نہیں سکا۔ اُس کے مقابلے کی کسی میں تاب نہیں اور جس کے پاس بھی جو تھوڑی یا بہت طاقت ہے، اسی کی دی ہوئی ہے۔ رازق وہی ہے جسے جتنا رزق چاہے بخشے۔ عزت وذلت اسی کے قبضہ اختیار میں ہے۔ کوئی اس کے آگے دم نہیں مار سکتا۔ موت وحیات کا خالق بھی وہی ہے، اگر وہ مارنا چاہے تو کوئی بچا نہیں سکتا اور اگر بچانا چاہے تو کوئی مار نہیں سکتا۔ بڑا در اصل وہی ہے جس کو اس نے بڑائی دی۔ اپنے ان غیر محدود کمالاتِ قدرت کی بنا پر وہی معبود برحق ہے، اس کے سوا کوئی بھی عبادت کا مستحق نہیں۔ وہی ہمیشہ سے ہمیشہ تک ہے اس کے سوا جو کچھ ہے، حادث ہے یعنی پہلے نہ تھا، اُس کے پیدا کرنے سے پیدا ہوا۔

وہ رحمن ورحیم ہے۔ یعنی عام مخلوق پر اس کے عام احسانات ہیں اور خاص پر خاص۔ غرض کوئی فرد بھی ایسا نہیں جو اس کی رحمت کا محتاج نہ ہو۔ وہ سب کی حاجات جانتا ہے بلکہ انھیں پیدا کرنے والا ہے اور انھیں پورا فرماتا ہے۔ وہ حکیم ہے اور اس کے ہر کام میں ہزاروں حکمتیں ہوتی ہیں خواہ ہم سمجھ سکیں یا نہیں۔ اسی نے اپنی حکمت سے دنیا کو عالم اسباب بنایا ہے یعنی ایک چیز کو دوسری چیز کا سبب ٹھہرایا۔ آگ کو گرمی پہنچانے اور پانی کو سردی پہنچانے کا سبب بنایا۔ آنکھ کو دیکھنے کے لئے کان کو سننے کے لئے اسی نے بنایا۔ اگر وہ چاہے تو آگ، سردی پانی گرمی دے، آنکھ سنے اور کان دیکھے۔

وہ قدیم ہے، باقی سب حادث! وہ واجب الوجود ہے باقی سب ممکن الوجود، وہ غنی ہے، باقی سب محتاج، اس کی لامحدود قدرت کے لامحدود پہلو ہیں اور ہر پہلو لامحدود۔ وہ جسم وجسم اور صورت وتصور سے بالاتر ہے۔ اس لئے اٹھنا، بیٹھنا، رہنا سہنا، چلنا پھرنا، مکان ومکانیت، جہت وغیرہ۔ اس کے لئے محال ہے۔ اُس جیسا کوئی اور ہو نہیں سکتا اور وہ ہر اعتبار سے "لیس کمثلہ شیئ" یعنی اُس جیسی کوئی شے نہیں کا مصداق ہے۔ اُسے عقل محدود، علم ناقص اور فکر سے کیوں کر جانا اور سمجھا جا سکتا ہے۔ یہی وجہ تھی کہ اپنے خالق کی تلاش کے فطری جذبے کے باوجود انسان نے جگہ جگہ ٹھوکریں کھائیں اور جب اسے سچے خدا کی پہچان نہ ہو سکی تو کبھی اس نے چاند سورج اور ستاروں کو خدا قرار دے لیا اور کبھی پہاڑوں کی بلندی، دریاؤں کی روانی اور درختوں کے قد وقامت سے مرعوب ہو کر انھیں معبود سمجھ لیا۔ کبھی وہ گائے کا پجاری بن گیا اور کبھی کسی اژدھا سے ڈر کر اُسے الہ ماننے لگا۔ تاریخ گواہ ہے کہ پہلے کبھی کبھی "انسان" نے جب دیکھا کہ حیوانات، نباتات اور جمادات کو بھی خدا مانا گیا، تو اشرف المخلوق ہوتے ہوئے وہ کسی سے کیوں پیچھے رہتا اس نے بھی خدائی کا دعویٰ کر دیا اور پھر اپنے لاؤ لشکر کے ذریعے خود کو خدا منوایا۔ کبھی ایسا بھی ہوا کہ وہ ان میں سے کسی کی خدائی سے مطمئن نہ ہوا تو پھر خدا کے عقیدے سے ہی باغی ہو گیا اور اعلان کر دیا کہ خدا تو کوئی نہیں البتہ دہر ہے جو سب کچھ کرتا ہے۔ گویا انکار کے باوجود اُس نے دہر کو خدائی کے مرتبے پر فائز کر دیا بقول حالی

دہری نے کیا دہر سے تجھ کو تعبیر
انکار کسی سے بن نہ آیا تیرا

توحید اور نبوت: دیکھئے توحید کیا ہے اور عقل نے اسے کہاں سے کہاں پہنچا دیا۔ حق یہی ہے کہ عقل اس منزل کا سراغ نہ لگا سکی نہ لگا سکتی ہے۔ عقل کی یہ نارسائی اُس کے خالق رحیم و کریم سے پوشیدہ نہیں تھی، چنانچہ اس کی رہنمائی کے لئے اُس نے پہلے ہی دن سے سلسلہ نبوت بھی شروع کر دیا تھا۔ عقل بھٹکتی رہی اور انبیائے کرام تشریف لا کر دنیا کو سمجھاتے رہے۔ سنورنے والے سنورتے رہے اور بگڑنے والے بگڑتے رہے۔

انبیائے کرام علیہم السلام بنی آدم سے تعلق رکھتے تھے اور ظاہر ہے انسان تھے، اگرچہ نورانی، اور انسانوں کی اصلاح کے لئے بھی انھیں انسانی شکل میں آنا ضروری تھا۔ جواُن کی صورت و سیرت کے دلکش جلوؤں نے سعید روحوں اور سلیم دلوں کو فوراً موہ لیا اور وہ اُن کی نبوت کے بغیر کسی مزید دلیل کے قائل ہو گئے۔ البتہ کج نظر، کج فہم اور کج ادا لوگ انھیں اپنے آپ پر قیاس کر کے اپنے جیسا سمجھتے رہے اور سرکشی پر اترتے رہے۔ قرآن کریم کی متعدد آیات اس بات پر شاہد ہیں کہ کافروں نے انبیاء علیہم السلام کا انکار انھیں اپنے جیسا بشر کہہ کر ہی کیا۔ مثلاً حضرت نوح علیہ السلام کے بارے میں کافروں نے کہا

فقال الملؤا الذین کفروا من قومه ماهذا الا بشر مثلکم (المؤمنون۔۲۴)

ترجمہ: تو اس کی قوم کے جن سرداروں نے کفر کیا، بولے، یہ تو نہیں مگر تم جیسا آدمی (کنز الایمان)

معجزہ: ظاہر ہے اپنے جیسی شکل و صورت دیکھ کر انہیں یہی دھوکا ہونا تھا۔ رب اکرم و اکبر نے اس غلط فہمی کا ازالہ کرنے کے لئے انھیں مخصوص قوتوں سے نوازا۔ انھیں مخصوص قوتوں کا نام 'معجزہ' رکھا گیا اس کا معنی ہے (دوسروں کو) عاجز کر دینے والی قوت۔ قرآن نے اسے 'آیۃ' سے تعبیر کیا یعنی نشانی۔ معجزہ گویا نبوت کی صداقت کا نشان تھا جس سے پوری طرح واضح ہو جاتا تھا اور انصاف پسند لوگ جان لیتے تھے کہ شکل و صورت میں دوسرے انسانوں سے مشابہ ہونے کے باوجود نبی دوسروں کی طرح نہیں بلکہ اُن سے بہت اونچے مرتبے پر فائز ہے۔ چنانچہ وہ ایمان لے آتے اور نبی کے وسیلے سے وہ خدا تک بھی پہنچ جاتے۔ نبی کو اپنے جیسا ماننے والے جب منہ مانگا معجزہ دیکھ کر بھی ایمان نہ لاتے تو عذاب الٰہی آتا اور اُن کے وجود سے صفحۂ ہستی کو پاک کر دیا جاتا۔ گویا نبی کے معجزے نے حق ثابت کر دیا تھا کہ نبی اوروں جیسا نہیں، اب ان کا نہ ماننا غلط فہمی کی بنا پر نہیں بلکہ ضد و مکابرہ کی وجہ سے ہے لہٰذا اب یہ اس قابل نہیں کہ خدا کی زمین پر آرام و سکون سے رہ سکیں۔ ان کا مٹنا اور ذلت سے تباہ و برباد ہونا ہی بہتر ہے۔ معجزات دیکھ کر بھی نہ ماننے کی وجہ سے تباہ و برباد ہونے کا اجتماعی سلسلہ ہمارے نبی محترم نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کے دور بعثت سے پہلے عالمین کے لئے ہی ختم کر دیا گیا اس لئے کہ حضور رحمۃ للعلمین تھے (صلی اللہ علیہ وسلم) اور رحمت ہونے کا تقاضا تھا کہ کسی گروہ کو گذشتہ عذابوں سے دوچار نہ ہونے دیا جائے۔ اللہ کی آخری کتاب میں دوٹوک اعلان کر دیا۔

ما کان اللہ لیعذبهم و انت فیهم۔ (الانفال۔۸)

ترجمہ: اور اللہ کا کام نہیں کہ ان پر عذاب کرے جبتک اے محبوب تم ان میں تشریف فرما ہو۔

حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام انبیاء کرام علیہم السلام کے معجزات کی مجموعی تعداد سے بھی زیادہ معجزات عطا ہوئے، اس لئے کہ ایک تو آپ کا دائرہ رسالت زمین و آسمان اور ان میں بسنے والی ساری مخلوق کو گھیرے ہوئے ہے (یعنی آپ کسی ایک علاقے یا قوم کی طرف مبعوث نہیں ہوئے بلکہ خدا جس جس کا بھی رب ہے، حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم اس کے لئے رسول ہیں) دوسرے اس کے لئے آپ کی رسالت ہمیشہ تک کے لئے ہے آپ کی کتاب اور شریعت منسوخ ہونے والی نہیں۔ معجزہ اپنے اپنے دور میں اپنے اپنے نبی کی مخصوص و ممتاز قوت کی دلیل ہونے کی بنا پر نبی کی صداقت بلکہ اس کو بھیجنے والے سچے خدا کی صداقت کی دلیل بنتا رہا ہے تو سوچے حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم جو سراپا معجزہ بن کر آئے اپنی یکتا قوتوں اور وہ اپنے بھیجنے والے سچے خدا کے کمالات قدرت کی سراپا دلیل و برہان تھے اسی لئے خدائے یکتا نے اپنے حبیب یکتا کی شان میں دنیا بھر کے لوگوں سے مخاطب ہو کر فرمایا۔

یایها الناس قد جاء کم برهان من ربکم و انزلنا الیکم نورا مبینا (النساء)

ترجمہ: اے لوگو بیشک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے واضح دلیل آئی اور ہم نے تمہاری طرف روشن نور اتارا (کنز الایمان)

معجزہ جیسا کہ اوپر تصریح ہوئی نبی کی مخصوص و بے مثال قوت کی دلیل اور یوں ان کے بھیجنے والے سچے خدا کی سچائی اور یکتائی کی دلیل بنتا رہا تو گویا جو معجزہ جتنا بڑا اور محیر العقول ہوا اُتنا ہی زیادہ خدا کی توحید کی دلیل بنا۔ مختصر یہ کہ خدا کا عرفان نبی کے عرفان پر منحصر ہے اور نبی کے عرفان کا ذریعہ معجزہ ہے۔ چنانچہ جن لوگوں نے نبی کے معجزے کو تسلیم کیا، وہ نبی کو نبی مان کر سچے خدا کو خدا ماننے پر مجبور ہو گئے۔ گویا نبی کے کمالات نبی کے (معاذ اللہ) خدا ہونے کی دلیل نہیں ہوتے بلکہ نبی کی نبوت کی دلیل ہوتے ہیں۔ اب جو شخص انبیاء کے کمالات پر یقین رکھتا ہے اور انھیں بیان کرتا ہے خدا کی بے پناہ قوتوں کو صدق دل سے مانتا ہے اور کمالات نبوت اُس کے لئے دلائل توحید بن جاتے ہیں۔ یاد رہے سچے خدا کا سچا عرفان نہ فلسفیانہ دلائل سے ہوتا ہے نہ سائنسی مشاہدات سے بلکہ اس کا سب سے بڑا ذریعہ نبوت اور اس کے کمالات ہیں۔

یہ ایک چمکتی ہوئی حقیقت ہے کہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہونے والا مومن اس مقام پر فائز ہے کہ بعد میں آنے والے تمام مومن مل کر بھی اس مرتبے تک نہیں پہنچتے۔ کیوں؟ اس لئے کہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے جو عرفان الٰہی میسر آ سکتا ہے وہ کسی عبادت و ریاضت سے بھی نہیں آ سکتا۔

آخری امت: حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم پر سلسلہ نبوت ختم ہوا تو آپ کے وصال کے بعد تبلیغ وتذکیر کا کام آپ کی امت کے سپرد ہوا اور پھر جو شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت میں جس جس حد تک سرگرم ہوا، خدا نے اُسے بھی مخصوص طاقتوں سے نوازا۔ ان مخصوص طاقتوں کا تعلق ان اولیاء، اور دین حق کے مبلغین سے رہا، لہٰذا انھیں کرامات یا تصرف کا نام دیا جاتا رہا۔ کرامات یا محبوبان خدا کے ان تصرفات کا آغاز اسی امت سے نہیں ہوا، یہ تو آخری امت ہے بلکہ ہر دور میں انبیائے کرام علیہم السلام کے نائبوں پر رحمتِ خداوندی کی یہ بارش ہوتی رہی اور وہ کرامات سے نوازے جاتے رہے، یہ الگ بات ہے کہ پہلے ادوار میں یہ باکمال و باکرامت لوگ بہت کم تعداد میں تھے اور آخری وعظیم ترین امت میں اہل کمال کی تعداد پہلے کی نسبت بہت ہی زیادہ ہے کیونکہ اب آخری نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد سارا نظامِ تبلیغ وتذکیر انھیں کے ذمے ہے۔

جس طرح نبی کا معجزہ اس کی اپنی نبوت اور خدا کی توحید کی دلیل بنتا رہا یونہی ولی کی کرامت، اُس کی اپنی ولایت کی دلیل، اور یوں نبی کی نبوت کی دلیل ہوتی ہے۔ اسی لئے کہا جاتا ہے کرامات الاولیاء معجزات الانبیاء (کتب عقائد) اور جب یہ کراماتِ اولیاء، معجزات انبیا ہیں تو گویا دلائل توحید بن جاتے ہیں۔ اسی لئے قران کریم میں جہاں معجزات انبیاء کا ذکر ہے وہاں کرامات اولیاء کا تذکرہ بھی موجود ہے۔

چنانچہ قرآنِ پاک نے سورہ النمل میں تخت بلقیس کو ایک ملک سے دوسرے ملک لانے کا واقعہ تفصیل سے بیان کیا ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی خدمت میں ملکہ بلقیس حاضر ہو رہی ہیں۔ آپ کا منشا یہ ہے کہ اُن کے آنے سے پہلے پہلے اُن (ملکہ) کا تخت یہاں پہنچ جائے۔ آپ کے دربار میں جن بھی تھے، اُن میں سے ایک نے کہا کہ آپ کے کچہری برخاست کرنے سے پہلے میں تخت لے آؤں گا۔ آپ نے منظور نہ فرمایا تو

قَالَ الَّذِی عِنْدَہٗ عِلْمٌ مِّنَ الْکِتٰبِ اَنَا اٰتِیْکَ بِہٖ قَبْلَ اَنْ یَّرْتَدَّ اِلَیْکَ طَرْفُکَ۔ (النمل۔۴۰)

ترجمہ: اس نے عرض کی جس کے پاس کتاب کا علم تھا کہ میں اسے حضور میں حاضر کروں گا آپ ایک پلک جھپکانے سے پہلے

چنانچہ واقعی آنکھ جھپکنے سے پہلے وہ مرد خدا جنھیں مفسرین نے آصف برخیا کہا ہے تخت لے آیا۔ اس پر حضرت سلیمان علیہ السلام کے جذبات تشکر ملاحظہ ہوں۔ اسی آیت کے اگلے الفاظ

فَلَمَّا رَاٰہُ مُسْتَقِرًّا عِنْدَہٗ قَالَ ھٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّیْ۔ لِیَبْلُوَنِیْٓ ءَاَشْکُرُ اَمْ اَکْفُرُ وَمَنْ شَکَرَ فَاِنَّمَا یَشْکُرُ لِنَفْسِہٖ۔

ترجمہ: پھر جب سلیمان نے تخت کو اپنے پاس رکھا دیکھا، کہا یہ میرے رب کے فضل سے ہے تاکہ مجھے آزمائے کہ میں شکر کرتا ہوں یا ناشکری (کنز الایمان)

دیکھا اپنی امت کے ولی کی کرامت سے نبی علیہ السلام خوش ہوتے ہیں کیوں نہ ہو یہ نبی کی صداقت کی دلیل، نبی پر اترنے والی کتاب کی

صداقت کی دلیل ہے۔ اصل میں یہ اللہ کریم کا احسان بھی ہوتا ہے کیونکہ وہ اپنے بندوں کو کرامت سے نواز کر گویا اُس کی مقبولیت اور معرفت خداوندی کا اعلان کرتا ہے۔ اگر انصاف سے غور کریں تو قرآن حکیم میں انبیائے سابقین علیہم السلام کے معجزات وکمالات اسی لئے مذکور ہوئے ہین کہ آخری امت کے لوگ سید الانبیاء علیہم السلام کے معجزات وکمالات کو سمجھ سکیں اور جان لیں کہ ایک بستی، ایک علاقے، ایک قبیلے اور ایک قوم کے نبی کو ایسے معجزات وکمالات دیئے گئے ہیں تو وہ حبیب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم جن کا دائرہ نبوت ورسالت زماں ومکاں کی تمام وسعتوں کو محیط ہے، کے کمالات ومعجزات کا کیا حال ہونا چاہئے اور یہ بھی ان کے پیش نظر رہے کہ جب پہلے انبیاء ومرسلین کے معجزات کا انکار کرنے سے لوگ عذاب خداوندی کا شکار ہوتے رہے تو سید الانبیاء والمرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام کے کمالات ومعجزات کا انکار کرنے والے کس لعنت کے مستحق ہو جائیں گے۔

یونہی قرآن پاک میں مختلف اولیائے سابقین کی کرامتوں کا ذکر اس لئے بھی کیا گیا تا کہ جاننے والے جان لیں کہ نبوت تو محض خداداد ہوتی ہے۔ اس میں کسب وجد وجہد کا دخل نہیں، تاہم نبی نہ ہو کر بھی نبی کے وسیلے سے خدا کو راضی کر کے انسان کن بلندیوں تک پہنچ سکتا ہے۔ اور اگر پہلی امتوں کے ولیوں کو ایسے کمالات مل سکتے ہیں تو آخری اور بہترین امت کے اولیاء کی کرامات کا اندازہ اور وسعت کیسی ہونی چاہئے۔

اولیاء کی کرامات کا عقیدہ: یادر ہے کرامات اور اولیاء کے تصرفات کا عقیدہ، جیسا کہ حافظ محمد سعید امیر مرکزی لشکر طیبہ کو وہم ہے، مشرکین مکہ اور ہندو مذہب سے نہیں لیا گیا۔ بلکہ قرآن پاک سے لیا گیا قرآن کا اعلان سنئے

انَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ۔ بیشک اللہ کے نزدیک تم میں زیادہ کرامت (عزت) والا ہے وہ جو تم میں زیادہ متقی ہے۔

قرآن پاک ہی کی رُو سے اولیاء اللہ سب متقی ہیں

اِنْ اَوْلِیَآءُہٗ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ (الانفال۔۳۴) ترجمہ: اس کے اولیاء تو پرہیزگار ہی ہیں (کنز الایمان)

اور دوسرے مقام پر ان کی شان میں فرمایا

اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ o اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَکَانُوْا یَتَّقُوْنَ o (یونس۔۶۱،۹۲)

ترجمہ: سن لو بے شک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے نہ غم۔ وہ جو ایمان لائے اور پرہیزگاری کرتے رہے۔ (کنز الایمان)

تو جو ولی ہے، متقی ہے اور جو متقی ہے اپنے مرتبے کے مطابق صاحب کرامت ہے۔

خلافتِ الٰہیہ: تصرف کی بنیاد پر انسان کا مقامِ خلافت ہے اور شاید یہ اسلام کا انسان کے حق میں عظیم ترین احسان ہے کہ وہ اسے اللہ کا نائب قرار دیتا ہے بشرطیکہ اپنے مالک اور اپنے منصب کو پہچانے۔ بقول اقبال علیہ الرحمۃ

اپنے مالک کو نہ پہچانے تو محتاجِ ملوک
اور پہچانے تو ہیں تیرے گدا دارا وجم

گویا بندہ اپنے رب کا اطاعت گزار ہو تو وہ اس کی اطاعت کے درجے کے مطابق اسے اپنی نیابت کا منصب عطا فرما دیتا ہے۔ قرانِ پاک میں حضرت آدم علیہ السلام کو خلافت سے نوازنے کا جو واقعہ مذکور ہے اس کے ثمرات اُنھیں کی ذات تک محدود نہیں بلکہ ان کی اولاد میں جو وفادار رہیں گے، اپنی اپنی شان کے لائق اس منصب پر فائز رہیں گے۔ یعنی خدا کے خلیفے ہوں گے۔ (دیکھئے تفسیر عزیزی وغیرہ)

کرامات چونکہ دربارِ خدا میں مردِ کامل کی مقبولیت کی دلیل ہوتی ہے، لہٰذا اس کا اس کے بس میں ہونا ضروری نہیں۔ چنانچہ قرآنِ پاک میں مذکور ہے کہ حضرت مریم علیہا السلام کے حجرے میں بے موسمی پھل آتے تھے۔ ظاہر ہے پھلوں کے آنے میں ان کے اپنے ارادے کا کوئی عمل دخل نہیں تھا، بلکہ ان کی مقبولیت وعظمت کا اعلان ہی مقصود تھا اور وہ بھی اس لئے کہ اُنھیں عیسیٰ علیہ السلام کو بغیر شوہر کے جننا تھا۔ ایسی کرامات سے عوام وخواص کے ذہن میں یہ

تصور جما دیا گیا کہ مریم علیہا السلام کا کردار اتنا بلند ہے کہ مقبول بارگاہ ہو چکی ہیں اور ان سے کسی ناز یبا فعل کا کسی کو خدا شہ نہیں ہونا چاہئے۔ اللہ کے نبی (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) کی ولادت باسعادت ہو چکی تو اب انھیں تصرفات سے نوازا گیا چنانچہ حضرت مریم علیہا السلام دردِ زہ کے وقت بیٹھی تھیں، وہاں کھجور کے ایک گھنے درخت کا خشک ڈنڈا تھا۔ حضرت مریم علیہا السلام کو حکم ہوا

وهُزِّی الیک بجزع النّخله تسقطُ علیک رُطبا جنیًاO (مریم۔۲۵)

ترجمہ: اور کھجور کی جڑ پکڑ کر اپنی طرف ہلا، تجھ پر تازہ پکی کھجوریں گریں گی (کنزالایمان)

چونکہ جڑ ہلانا اپنے بس میں تھا، اس ہلانے میں یہ برکت دے دی گئی کہ تازہ پکی کھجوریں اس درخت سے گریں جو محض ایک ٹنڈ تھا لہذا یہ تصرف ہوا۔ گویا یہ اختیار مل گیا کہ ٹنڈ ہلاؤ کھجوریں کھاؤ۔ معجزہ اور کرامت دیکھ کر عقیدۂ توحید ایسا مضبوط ہوتا ہے اور دل کو ایسا اطمینان حاصل ہوتا ہے کہ باید وشاید۔ خود اللہ کے جلیل القدر پیغمبر حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے اللہ سے دعا کی

رب ارنی کیف تحی المَوتیٰ ط ترجمہ: اے رب میرے، مجھے دکھا دے تو کیوں کر مردے جلائے گا۔

فرمایا اولم تؤمنْ ترجمہ: کیا تجھے یقین نہیں

عرض کیا۔ بلے ولٰکن لّیطمئنَّ قلبی ط (البقرہ۔۲۶۰) ترجمہ: کیوں نہیں مگر یہ چاہتا ہوں کہ میرے دل کو قرار آ جائے۔

چنانچہ رب قدیر وکریم نے اپنے خلیل کے عرض کرنے پر مردے زندہ کر کے دکھا دیئے اور انھیں اطمینان قلب مل گیا۔ جب خود نبی کو کامل ترین ایمان کے باوجود اطمینان قلب کے لئے معجزہ دیکھنے کی ضرورت ہے تو دوسروں کو کیوں ضرورت نہ ہو گی۔

لہٰذا معجزات ہوں یا کرامات، ان سے ایمان وعرفان واطمینان کی جو منزلیں طے ہوتی ہیں کسی اور ذریعے سے نہیں۔ اسی لئے منکرین اولیاء لاکھ توحید توحید پکارتے رہیں، انھیں توحید پر وہ ایمان حاصل نہیں ہو سکتا جو اللہ والوں کے غلاموں کو ہوتا ہے کیونکہ اس دور میں بھی کرامات وتصرفات کا سلسلہ جاری ہے اور وہ اس لئے کہ قرآن وسنت پر عمل کرنے والے آج بھی موجود ہیں (اگرچہ کم ہی سہی) اور قرآن وسنت پر عمل کرنے والوں سے جو وعدے کئے گئے ہیں، ان کا آج بھی پورا ہونا ضروری ہے۔

اب بھی سب کچھ ہے محبت کے خریداروں کو
حسن یوسف بھی ہے اور مصر کا بازار بھی ہے

معجزات کا انکار پہلے ادوار میں جنھوں نے کیا وہ تو مر مٹ گئے، آج کھلے کافروں کے علاوہ ان کا انکار زیادہ تر اہل قرآن کرتے ہیں جو وہابیوں کی ترقی یافتہ شکل ہے۔ اور غور کریں تو ان کے انکار کی وجہ خدا کی ذات پر ان کے ایمان کا پختہ نہ ہونا ہے۔ قرآن پاک میں جو معجزات مذکور ہوئے ہیں یہ ان کی توجیہہ کرتے ہیں۔ یعنی کھلم کھلا قرآنِ پاک کا انکار تو کسی مصلحت پر نہیں کر سکتے، آخر اہلِ قران جو کہلاتے ہیں، البتہ لفظوں کے ہیر پھیر سے یہ واقعے کا کچھ کا کچھ بنا دیتے ہیں اور حقیقت یہی ہے کہ خدا کو قادر مطلق نہیں مانتے۔ ان کے نزدیک جو قانون خدا نے مقرر کر دیئے ہیں اُن کو وہ بدل نہیں سکتا۔ حالانکہ اپنے اسی طرز فکر پر غور کرتے تو انھیں سراغ منزل مل جاتا۔ یعنی اتنا مانتے ہیں خدا نے قانون بنایا ہے، اگر واقعی خدا نے بنایا ہے، تو وہ بدل کیوں نہیں سکتا۔ خدا کا بنانا ہی تو اس کے بدل سکنے کی دلیل ہے اور بدل سکنے ہی سے تو یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اسی نے یہ قانون بنائے ہیں۔ غرض ان کا خدا کی قدرتِ کاملہ پر ایمان نہیں مثلاً آگ ابراہیم پر ٹھنڈی نہیں ہوئی (کیونکہ خدا بھی آگ ٹھنڈی نہیں کر سکتا کیونکہ آگ کا پانی کے بغیر ٹھنڈا ہونا ان کے نزدیک اس کے قانون کے خلاف ہے) اور پھر ان کے نزدیک قرآنِ پاک کے الفاظ۔

قلنا ینار کونی بردا و سلما علی ابرهیمO ترجمہ: ہم نے فرمایا اے آگ ہو جا ٹھنڈی اور سلامتی ابراہیم پر (کنزالایمان)

سے مراد ہے بغض وحسد کی آگ کا ٹھنڈا ہونا۔

دیکھئے حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے ذریعے اللہ اپنی قدرتِ مطلقہ کا جو جلوہ دکھانا چاہتا ہے، اہلِ قرآن نے قرآنی الفاظ پر ایمان ظاہر کرتے ہوئے بھی کس بہانے سے اس کا انکار کیا۔ حقیقت یہ ہے کہ حدیث کا انکار کرکے بندہ نا اہل قرآن تو ہوسکتا ہے۔ اہل قرآن نہیں۔ کوئی ان سے پوچھے اگر بغض وحسد کی آگ مراد ہے تو کیا اس واقعے کے بعد سب لوگ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے محب ہو گئے تھے۔ کیا حضرت خلیل علیہ السلام کو ہجرت اسی لئے کرنی پڑی تھی کہ ان کے خلاف بغض وحسد کی آگ ٹھنڈی ہوگئی تھی۔

اسی طرح جو لوگ کرامتِ اولیاء کا انکار کرتے ہیں وہ بھی دراصل خدا کی قدرت ہی کے منکر ہوتے ہیں۔ اللہ اپنے نبیوں اور ولیوں کے ذریعے اپنی قدرتوں کا اظہار کرتا ہے اور اپنے عرفان کے دروازے کھولتا ہے۔ اب جن کو انھیں محبوبانِ خدا سے بغض ہو، وہ نہ تو خدا کی قدرت پر پورا ایمان رکھ سکتے ہیں اور نہ عرفان سے بہرہ ور ہوسکتے ہیں۔

غیر مسلموں میں سے جو لوگ قوانین قدرت کو ناقابلِ تبدیل سمجھتے ہیں، وہ تو کھلم کھلا کہتے ہیں کہ معجزہ اس لئے رونما نہیں ہوسکتا کہ خدا بھی اپنے بنائے ہوئے قانون کو نہیں بدل سکتا تو ان کا جواب دینے والوں نے بھی اولیائے کرام کے تصرفات کی روشنی میں خدا کی قدرتِ کاملہ کا ثبوت دیا ہے۔ چنانچہ ستیارتھ پرکاش میں ہندو مناظر دیانند نے موسیٰ علیہ السلام کے عصا سے بارہ چشموں کے پھوٹنے کا انکار کرتے ہوئے لکھا جو قدرتی اصول ہیں مثلاً آگ گرم، پانی ٹھنڈا اور مٹی وغیرہ تمام ذی شعور ہیں۔ ان کی طبعی صفت کو پرمیشور بھی نہیں پلٹ سکتا، ستیارتھ پرکاش ص ۲۸۱

تو صدر الافاضل حضرت مولانا محمد نعیم الدین مرادآبادی علیہ الرحمۃ نے جواب دیتے ہوئے فرمایا۔

''پنڈت جی کے نزدیک اس عقیدہ کے بموجب ناممکن ہے کہ بچھو کا طبعی خواص یعنی ڈنک مارنا اور کاٹنا بدل جائے۔ یہ بات پنڈت جی کے نزدیک ناممکن بھی ہے اور ایشور کے مقدور سے باہر بھی کہ اگر پنڈت جی کا ایشور چاہے بھی کہ بچھو کاٹنا چھوڑ دے تو اس بیچارے کے چاہے سے کچھ نہ ہو اور بچھو ڈنک مارنے سے باز نہ آئے۔ اپنے عقیدہ کے بموجب ایشور کے یہ اختیارات دیکھتے ہوئے اگر ایک پتھر سے بارہ چشموں کا برآمد ہونا ناممکن سمجھ گئے تو کوئی تعجب نہیں مگر واقعات ان کے اس اعتقاد کو باطل کردیں تو بیچارے کے بس کی بات نہیں۔ زمانہ پاک حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام بہت دور ہوچکا اور اسی بھروسہ پر پنڈت جی نے ان کے معجزہ کا انکار کردیا کہ نہ اب وہ زمانہ لوٹ کر آئے گا نہ پنڈت جی کو کوئی ذلیل کرسکے گا۔ مگر ان بیچارے کو یہ خیال نہ آیا کہ غلامان حضرت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی کرامتیں آج بھی دنیا کی نگاہوں کے سامنے ہیں، وہ پنڈت جی کے عقیدہ کا بطلان ظاہر کردینگی۔

امروہہ ضلع مرادآباد میں آستانہ حضرت شاہ ولایت صاحب قدس سرہ العزیز میں ہر زمانہ وہر موسم میں ہزار ہا بچھو ملتے ہیں اور احاطہ درگاہ کے اندر کوئی بچھو کسی طرح نہیں کاٹتا، ہاتھ پر رکھئے، خواہ گلے میں بچھوؤں کا ہار بنا کر ڈالئے یا بچھو کے ڈنک پر ہاتھ رکھئے، کسی طرح وہ نہیں کاٹتا اور اس کا وہ طبعی خاصہ پلٹ جاتا ہے۔ جس کو پنڈت جی کا ایشور بھی نہیں پلٹ سکتا تھا تو اب پنڈت جی بتائیں کہ ایسی ناممکن بات جو ان کے عقیدہ پر ایشور کے اختیار میں نہ تھی کس طرح واقع ہوگئی اور اس کا استحالہ کہاں چلا گیا اور ایشور سے بڑھ کر کونسی قدرت ہے۔ جس نے اپنا کرشمہ دکھایا۔ یہ واقعہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ کا نہیں جس کو مکر جائے کہ آپ کی آنکھوں کے سامنے لانا ممکن نہ ہو۔

یہ کرامت آج ظاہر ہے۔ لاکھوں کفار دیکھ چکے ہیں۔ روزانہ خلق خدا اس کے تجربے اور مشاہدے کرتی ہے، جس آریہ کا دل چاہے، امروہہ جاکر اپنی آنکھوں سے دیکھ لے۔ جو قادر مطلق اپنے مقبولانِ بارگاہ کے ہاتھوں پر ایسے عجائب کا اظہار فرماتا ہے۔ اس کی قدرت سے کیا بعید ہے کہ وہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عصا سے بارہ چشمے ظاہر فرمادے............ الخ (احقاق حق ص ۱۶۶۔۱۶۷)

مختصر یہ کہ معجزات اور کرامات وتصرفات کو ماننا صرف اس لئے ضروری نہیں کہ ان سے محبوبانِ خدا کی محبت پیدا ہوتی ہے اور یہ بھی انسان کی عظیم

سعادت ہے بلکہ جیسا کہ اوپر کی سطور سے واضح ہوتا ہے، اسلام کا سب سے پہلا عقیدہ توحید بھی ان سے مضبوط ہوتا ہے۔ کون نہیں جانتا مشرکین مکہ میں سے جنھیں ایمان ملنا تھا وہ تو مومن اور صحابی ہو گئے اور جو انکار پر ڈٹے رہے، انھوں نے جادو کہہ کر انکار کر دیا۔ مثلاً حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے چاند کو دو ٹکڑے کیا اور ابوجہل اینڈ کمپنی نے اسے جادو کہہ کر تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ البتہ خوش نصیب لوگ مسلمان ہو گئے۔ اس سلسلے میں سب سے عجیب رویہ منافقین مدینہ کا تھا۔ انھیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کمال کسی شکل میں بھی یا کل نظر ہی نہیں آتا تھا یعنی منافقین وہ کچھ بھی نہ دیکھ پاتے تھے جسے دیکھ کر مشرکین جادو یا نظر بندی کہتے ہیں۔ پھر اس سلسلے میں سب سے زیادہ خطرناک اور افسوسناک رویہ حافظ محمد سعید اینڈ کمپنی کا ہے۔ یہ مشرکین مکہ کی طرح جادو بھی نہیں کہتے، منافقین سابقین کی طرح کسی کمال کو کسی انداز میں صرف یہی نہیں کہ دیکھتے نہیں بلکہ ان سے بدتر حالت میں کود کر محبوبانِ خدا کے وہ کمالات جو اسلام اور قرآن کی صداقت کے دلائل ہیں ان کا ماخذ کتاب وسنت کو نہیں سمجھتے بلکہ مشرکین مکہ کے عقائد کو سمجھتے ہیں۔

ببیں تفاوتِ رہ از کجاست تا بکجا

عجیب بات ہے اولیاء، وصوفیاء کے کمالات روحانی اور کرامات، تصرفات کو دیکھ کر لاکھوں غیر مسلموں کو خدا یاد آ گیا اور وہ دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے۔ اور ایک یہ ہیں کہ ان کمالات کے ذکر سے انھیں مشرکین مکہ یاد آتے ہیں یا ہندوستان کے بت پرست، بلاشبہ

فکرِ ہر کس بقدرِ ہمتِ اوست

(باقی آئندہ)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

تحریکِ جہاد کے ایک سرگرم مجاہد کا خط

سرزمین جموں وکشمیر میں اسلام کی سربلندی اور آزادی کے لئے کٹتی جوانیوں، لٹتی عصمتوں، اجڑی بستیوں لہو رنگ وادیوں اور برف پوش کوہساروں میں مدفون شہیدوں اور برسرِ پیکار مجاہدوں کی طرف سے آپ کو اور آپ کے تمام اہل علاقہ والوں کو محبت بھرا اسلام قبول ہو۔

اسلام علیکم کے بعد عرض خدمت ہے کہ آپ کا خط مورخہ 2/12/2000 کو وصول ہوا پڑھ کر بڑی خوشی ہوئی۔ اللہ تعالیٰ عزوجل آپ کو اور آپ کے تمام ساتھیوں کو ہر امتحان میں کامیاب کرے آمین ثم آمین۔ صورت احوال کچھ یوں ہے میں نے آپ سے وعدہ کیا تھا کہ میں آپ کے پاس آؤں گا۔ لیکن آپ کے پاس نہیں آسکا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ ہم نے کچھ ساتھیوں کو وادی کشمیر میں لانچ کرنا تھا۔ کیونکہ یہ سردی کا پہلا مہینہ تھا۔ اس لیے یہ ہمارا مسئلہ تھا۔ بہرحال ہم سب آپ سے معافی چاہتے ہیں۔ خاص بات یہ ہے کہ مورخہ 27/11/2000 کو تحصیل سرکوٹ ضلع پونچھ گاؤں لورن منڈی میں ہمارے 5 ساتھیوں نے جام شہادت نوش فرمایا ہے۔

(1) کمانڈر ندیم جرال گاؤں ہزارہ گلوتہ تحصیل برنالہ ضلع بھمبر (2) خلیل الرحمن گاؤں آہی اعوان شریف تحصیل برنالہ ضلع بھمبر (3) اجمل خان گاؤں کڑیانوالہ تحصیل وضلع گجرات

(4) عبداللہ آف گوجرانوالہ (5) رفیق احمد آف اکھنور جموں

اس کاروائی کی خبر آپ کو ارسال کر رہا ہوں۔ اس کو رسالہ میں شائع کریں۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ ہم آپ کو ہر کاروائی کی رپورٹ ارسال کرتے رہیں گے۔ اور جب ان شہداء کی کانفرنس کریں گے تو آپ کو دعوت دیں گے اور میں نے ایک عدد خط جو بڑی جلدی میں جناب حضرت علامہ محمد حسین آسی صاحب کو ارسال کیا تھا۔ بہرحال ان کو میرا اسلام عرض کرنا ہے۔ انشاء اللہ ان سے ملاقات کریں گے اور آپ عید کے بعد ضرور آئیں آپ کے دفتر کے لئے ضروری کاروائی ہوئی جو وہ کریں گے۔ اور آپ کے تمام مسئلے حل کریں گے۔

اور جو کاروائی ہمارے ساتھیوں نے وادی کشمیر میں کی ہے۔ اس کو بھی شائع کریں۔ اور ایک رسالہ ہم کو بھیج دیں شکریہ۔ مجلۃ الحقیقہ شکر گزہ

باقی یہاں ساری خیریت ہے۔ کوشش کریں کہ ہمارے پاس مجاہدین کو ٹریننگ حاصل کرنے کے لئے بھیجیں۔ تاکہ وہ اپنی جانوں کا نذرانہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کریں۔

ابھی میں معسکر میں ہوں آپ نے جو بھی خط لکھے وہ مجھے وصول ہو جائیں گے کیونکہ پتہ نہیں آج یہاں ہوں کل کا پتہ نہیں کہاں ہوں گا۔

باقی میری طرف سے سب ساتھیوں کو سلام قبول ہو۔ شکریہ

آپ کا پیارا مجاہد بھائی چھوٹے لال

2/12/2000

ایمان والوں سے خطاب

غلام مصطفےٰ مجددی

درس قرآن

اے ایمان والو!

سود دونا دون نہ کھاؤ اور اللہ سے ڈرو اس اُمید پر کہ تمہیں فلاح ملے O اور اس آگ سے بچو جو کافروں کے لئے تیار رکھی ہے O اور اللہ و رسول کے فرمانبردار رہو اس امید پر کہ تم رحم کیے جاؤ O اور دوڑو اپنے رب کی بخشش اور ایسی جنت کی طرف جس کی چوڑان میں سب آسمان و زمین آ جاتے ہیں۔ پرہیز گاروں کے لئے تیار کر رکھی ہے O اور جو اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں خوشی میں اور رنج میں اور غصہ پینے والے اور لوگوں سے درگزر کرنے والے اور نیک لوگ اللہ کے محبوب ہیں O اور وہ کہ جب کوئی بے حیائی یا اپنی جانوں پر ظلم کریں، اللہ کو یاد کر کے اپنے گناہوں کی معافی چاہیں، اور گناہ کون بخشے سوا اللہ کے اور اپنے کیے پر جان بوجھ کر اڑ نہ جائیں O ایسوں کو بدلہ اُن کے رب کی بخشش اور جنتیں ہیں جن کے نیچے نہریں رواں، ہمیشہ ان میں رہیں۔ اور کامیوں کا کیا اچھا نیگ ہے O تم سے پہلے کچھ طریقے برتاؤ میں آ چکے ہیں، تو زمین مین چل کر دیکھو، کیسا انجام ہوا جھٹلانے والوں کا O یہ لوگوں کو بتانا اور راہ دکھانا اور پرہیز گاروں کو نصیحت ہے۔ اور نہ سستی کرو اور نہ غم کھاؤ تمہیں غالب آؤ گے اگر ایمان رکھتے ہو O اگر تمہیں کوئی تکلیف پہنچی تو وہ لوگ بھی ویسی ہی تکلیف پا چکے ہیں اور یہ دن ہیں جن میں ہم نے لوگوں کے لئے باریاں رکھی ہیں اور اس لیے کہ اللہ پہچان کرا دے ایمان والوں کی اور تم میں سے کچھ لوگوں کو شہادت کا مرتبہ دے۔ اور اللہ دوست نہیں رکھتا ظالموں کو O اور اس لیے کہ اللہ مسلمانوں کا نکھار کر دے اور کافروں کو مٹا دے O کیا اس گمان میں ہو کہ جنت میں چلے جاؤ گے اور ابھی اللہ نے تمہارے غازیوں کا امتحان نہ لیا اور نہ صبر والوں کی آزمائش کی O (ال عمران آیت ۱۳۰ تا ۱۴۲)

اشارات:

سورت آل عمران کی ان آیات قدسیہ میں اللہ کریم نے ایمان والوں کو مخاطب فرمایا ہے۔ ان آیات قدسیہ سے چند اشارات معلوم ہوتے ہیں۔

- ☆ اگر فلاح چاہتے ہو اور جہنم کی آگ سے آزادی چاہتے ہو تو سود اور اس لعنت کے جملہ متعلقات سے پرہیز کرنا پڑے گا۔
- ☆ جنت اتنی وسیع ہے کہ زمین و آسمان بھی اس کی وسعتوں میں سما جاتے ہیں۔ وہ پرہیز گاروں کا انعام ہے۔
- ☆ سخی، بردبار اور عفو والے لوگ اللہ تعالیٰ کی محبت کے سزاوار ہیں۔
- ☆ اگر کسی انسان سے گناہ سرزد ہو جائے۔ وہ اپنے رب کریم کے حضور توبہ کرے تو اسے بخشش و رحمت کی امید رکھنی چاہیے۔ توبہ کرنے والے اُسے پسند ہیں۔
- ☆ محنتی اور عزم والے مسلمان ضرور کامیاب ہوتے ہیں۔
- ☆ انسان پر اچھے اور بُرے دن آتے رہتے ہیں۔ اُسے ہر حال میں اپنے رب کریم کی طرف رجوع کرنا چاہیے۔
- ☆ جنت کے راستے میں کچھ امتحانات ہیں۔ اُن کو عبور کرنے کے لئے ہمہ وقت اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرنی چاہیے اور اس کے بتائے ہوئے اُصولوں پر عمل کرنا چاہیے۔

توحید و رسالت کی گواہی

غلام مصطفیٰ مجددی

درس حدیث

امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عطا رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کچھ اصحاب سے کہ حضرت عبداللہ بن رواحہ کے پاس ایک لڑکی ملازمہ تھی لڑکی بکریاں چراتی تھی ایک دن ایک بھیڑیا فربہ بکری اٹھا کر لے گیا۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کو اس نے بتایا تو انہوں نے غصے میں آ کر اس کے ایک تھپڑ مارا، پھر نادم ہوئے اور اس کا ذکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا حضور نے فرمایا تم نے ایک بے قصور مومنہ کو تکلیف دی انہوں نے عرض کی وہ تو ایک حبشن عورت ہے اس کو ایمان سے کیا غرض حضور نے اس کو بلوا لیا اور پوچھا خدا کہاں ہے اس نے جواب دیا آسمان میں، اور پوچھا میں کون ہوں، اس نے جواب دیا اللہ کے رسول۔ حضور نے فرمایا یہ مومنہ ہے۔ اس کو آزاد کردو۔ (مسند امام اعظم باب ۳)

امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے حضور نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرمایا چلو اپنے ہمسائے یہودی کے لڑکے کی عیادت کریں، جب حضور وہاں گئے تو دیکھا کہ وہ عالم نزع میں ہے آپ نے اس کی حالت پوچھی اور فرمایا کہ کہو اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور میں اس کا رسول ہوں لڑکے نے باپ کی طرف دیکھا مگر وہ نہ بولا، حضور نے پھر دعوت دی، اس نے پھر باپ کی طرف دیکھا اب اس نے کہا اقرار کر لے، اس نے اقرار کرلیا کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور آپ اللہ کے رسول ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا الحمد للہ الذی انقذبی نسمتہ من النار، تمام تعریف اللہ کی جس نے میرے وسیلے سے ایک انسان کو آگ سے بچایا (ایضاً)

اشارات: ان روایات سے معلوم ہوا کہ حضور ہر ایک کے ایمان سے واقف ہیں اسی لئے تو اس لڑکی کے بارے میں فرمایا وہ مومنہ ہے بعد میں اس کی تصدیق بھی ہوگئی۔

لڑکی کا کہنا کہ خدا آسمان میں ہے عرفاً ہے کہ آسمان اس کی تجلیات و فیوضیات کا مرکز ہے نا یہ کہ وہ آسمان میں منحصر ہے ان اللہ علی کل شئی محیط وہ ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے اس کی شان پر نص قطعی ہے اس قسم کی احادیث سے مجسمہ وغیرہ اللہ تعالیٰ کے لئے صرف سمت فوق کو متعین کرتے ہیں حالانکہ سمت فوق حادث ہے اور اللہ تعالیٰ محل حوادث نہیں قدیم ہے اور ہر جگہ ہے سو ان احادیث کا وہ مفہوم نہیں جو ان کی عقل ناقص نے تراشا ہے لڑکی کے اتنے الفاظ کو اس لئے کافی سمجھا گیا کہ اس کے دل و دماغ میں تصور توحید موجود ہے اللہ اعلم و رسولہ اس موضوع پر امام بریلوی علیہ الرحمہ کی کتاب الصمصام نہایت قابل دید ہے۔

(۱) ہمسائے کے حقوق میں سے ہے کہ وہ بیمار ہو تو اس کی عیادت کی جائے۔

(۲) نجات کا دارومدار توحید و رسالت کی گواہی پر ہے۔

(۳) توحید و رسالت کے اقرار کی دولت حضور کے وسیلہ سے ملتی ہے گویا نجات و معرفت انہی کے کرم سے ہوگی اسی لئے فرمایا اللہ تعالیٰ کی تعریف کہ اس نے میرے وسیلے سے ایک انسان کو آگ سے بچالیا۔

وہ جہنم میں گیا جو ان سے مستغنی ہوا
ہے خلیل اللہ کو بھی حاجت رسول اللہ کی

غزوۂ اُحد کے ایمان افروز واقعات

غُلام مُصطفٰے مُجددی ایم-اے

سنہ ۳ھ ماہ شوال المکرم میں قریش مکہ نے اسلامیان مدینہ پر چڑھائی کی۔ ''لشکر قریش کے ساتھ تین علم تھے اور ان کی فوج تین ہزار کے قریب افراد پر مشتمل تھی۔ بنی ثقیف کے دو سو افراد کے علاوہ باقی سب اہل مکہ تھے، لشکر کے پاس سامان حرب کی فراوانی تھی، ستر اشخاص زرہ پوش، دو سو گھوڑے اور تین ہزار اونٹ تھے'' (سیرۃ الرسول محمد حسین ہیکل مطبوعہ لاہور صفحہ ۳۶۵)

اکثر مورخین کے نزدیک زرہ پوش کفار کی تعداد سات سو کے لگ بھگ تھی۔ جب کہ لشکر اسلام سات سو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم پر مشتمل تھا جن میں ایک سو زرہ پوش مجاہد موجود تھے۔

حق و باطل کا یہ عظیم معرکہ جبل احد کے دامن میں وقوع پذیر ہوا۔ یہ معرکہ اپنی نوعیت کے اعتبار سے پوری تاریخ اسلام میں خصوصی اثرات کا حامل ہے۔ اس معرکے میں غلامان رسول نے عشق و محبت کی ایسی داستانیں رقم کیں کہ آج تک ان کی خوشبو سے تاریخ اسلام مہک رہی ہے زیر نظر مضمون میں ہم اس معرکہ عزیمت کے چند ایمان افروز واقعات نقل کرنے کا شرف حاصل کرتے ہیں۔

دو کم سن مجاھد

مذہب اسلام کی نشر و اشاعت اور تحفظ و بقا کے لئے نونہالان حق نے بھی پورا پورا ساتھ دیا۔ غزوۂ بدر کے معاذ و معوذ کے کارنامے کیسے بھول سکتے ہیں۔ دشت بلا میں خاندان نبوت کے ننھے ننھے پھولوں کی قربانیاں کون فراموش کر سکتا ہے۔

میدان احد میں حضرت رافع بن خدیج سے کہا گیا کہ ''تم بہت چھوٹے ہو، واپس چلے جاؤ'' وہ فوراً پنجوں کے بل اکڑ کر کھڑے ہو گئے کہ بڑا دکھائی دیں۔ ان کی یہ ترکیب چل گئی اور انہیں جہاد میں شامل کر لیا گیا، حضرت سمرا بن جندب سے کہا گیا کہ تم بہت چھوٹے ہو، واپس چلے جاؤ تو انہوں نے کہا ''میں رافع بن خدیج کو کشتی میں گرا لیتا ہوں۔ اگر وہ شامل کر لئے گئے ہیں تو مجھے بھی شامل کیا جائے، چنانچہ دونوں کا مقابلہ کرایا گیا، واقعی حضرت سمرا نے حضرت رافع کو پچھاڑ دیا، سرکار مدینہ ﷺ کے حکم سے ان دونوں بچوں کو جہاد کی اجازت مل گئی (رضی اللہ تعالیٰ عنہم)

مذہب اسلام کی نشر و اشاعت اور تحفظ و بقا کے لئے نونہالان حق نے بھی پورا پورا ساتھ دیا۔ غزوۂ بدر کے معاذ و معوذ کے کارنامے کیسے بھول سکتے ہیں۔ دشت بلا میں خاندان نبوت کے ننھے ننھے پھولوں کی قربانیاں کون فراموش کر سکتا ہے۔

(مدارج النبوت جلد دوم صفحہ ۱۲۰ از شیخ عبدالحق محدث دہلوی مطبوعہ لاہور)

خطیب الانبیاء کا خطبۂ جہاد

حضور ﷺ ۱۵ شوال بروز ہفتہ میدان احد میں صف آراء ہوئے۔

آپ نے غازیان اسلام کے سامنے تاریخ ساز خطبہ ارشاد فرمایا ''اے لوگو! میں تمہیں اس چیز کی وصیت کرتا ہوں جس کا حکم اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنی کتاب میں دیا ہے کہ میں اس کی اطاعت کروں اور حرام کاموں سے باز رہوں۔ آج تم اجر و ثواب کے مقام پر کھڑے ہو جس نے اپنے مقام کو یاد رکھا اور

پھر اس نے اپنے نفس کو صبر، یقین، جہد مسلسل اور خوش دلی کا خوگر بنایا کیونکہ دشمن سے جہاد کرنا بہت مشکل کام ہے کم لوگ ہیں جو اس صبر آزما مرحلہ میں ثابت قدم رہتے ہیں۔ بجز ان لوگوں کے جنہیں اللہ تعالیٰ سیدھے راستے پر پختہ کر دیتا ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ اس کا ساتھی ہے جو اس کا فرمانبردار ہوتا ہے اور بے شک شیطان اس کے ساتھ ہوتا ہے جو اللہ کا نافرمان ہوتا ہے۔ آج اپنے اعمال کی ابتداء جہاد پر صبر سے کرو اور طلب کرو اس صبر سے فتح کا وہ انعام جس کا اللہ تعالیٰ نے تم سے وعدہ فرمایا ہے'' (ضیاء النبی جلد سوم صفحہ ۴۷۵ بحوالہ سبل الہدیٰ جلد ۴ صفحہ ۲۸۲)

ہولناک لڑائی کا آغاز ہوا، تلواروں کی جھنکار، تیروں کی بوچھاڑ، رجزیہ نعروں کی گونج اور گھوڑوں کی ہنہناہٹ نے بہادروں کے رگ و پے میں بجلیاں دوڑا دیں۔ فرزندان توحید نے جانثاری کے ناقابل فراموش کارنامے سرانجام دیئے کہ تاریخ عالم میں آج تک ان کی دھاک بیٹھی ہوئی ہے۔

ہولناک لڑائی کا آغاز ہوا، تلواروں کی جھنکار، تیروں کی بوچھاڑ، رجزیہ نعروں کی گونج اور گھوڑوں کی ہنہناہٹ نے بہادروں کے رگ و پے میں بجلیاں دوڑا دیں۔ فرزندان توحید نے جانثاری کے ناقابل فراموش کارنامے سرانجام دیئے کہ تاریخ عالم میں آج تک ان کی دھاک بیٹھی ہوئی ہے۔

تلوار کا حق

دوران جنگ حضور ﷺ نے اپنی تلوار بے نیام فرمائی اور صحابہ کرام کو مخاطب فرمایا اس تلوار کا حق کون ادا کرے گا'' بہت سے صحابہ کرام آگے بڑھے مگر آپ نے وہ حضرت ابودجانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عطا فرمائی۔ حضرت ابودجانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سرخ کپڑا سر پہ باندھا اور تلوار لہراتے ہوئے میدان کارزار میں کود پڑے، ان کی زبان پہ یہ رجزیہ اشعار تھے۔

فالذی عاھدنی خلیلی — ونحن بالسفح لدی النخیل

لا انولم الدھر فی الکیول — اضرب بسیف اللہ والرسول

ترجمہ: میں وہ ہوں جس کے ساتھ میرے دوست نے وعدہ کیا کہ جب ہم دامان کوہ میں کھجوروں کے پاس تھے، میں ساری عمر پچھلی صفوں میں کھڑا نہیں ہوں گا۔ اللہ اور رسول کی تلوار سے جہاد کرتا رہوں گا۔

غرض حضرت ابودجانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایسے ایسے جوہر دکھائے کہ جبین کفر پہ خوف سے پسینہ آ گیا۔ (عامہ کتب تاریخ وسیر)

انا ابوالقصمہ

حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بعد لشکر اسلام کا علم حضرت شیر خدا سیدنا علی المرتضےٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ میں دے دیا گیا۔ آپ نے باطل شکن نعرہ بلند فرمایا انا ابوالقصمہ (میں کفر کی پشت توڑنے والا ہوں) اتنے میں طلحہ بن ابی طلحہ للکارتا ہوا آیا۔ مولائے کائنات نے ایک ہی وار سے واصل جہنم کر دیا (سیرت ابن ہشام صفحہ ۳/۱۹)

سید الشہداء

حضور ﷺ کے چچا محترم حضرت سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ شجاعت و بسالت میں اپنی مثال آپ تھے، طلحہ کے مرنے کے بعد اس کا بھائی عثمان بن ابی طلحہ میدان میں نکلا تو آپ نعرہ مار کر آگے بڑھے۔

انا ابن ساقی الحجیج (مدارج النبوت صفحہ ۲/۳۰۴)

یعنی میں حاجیوں کو سیراب کرنے والوں کا لخت جگر ہوں۔

آپ کی تلوار اس کے شانے پر پڑی اور ریڑھ کی ہڈی کو کاٹتی ہوئی کمر تک پہنچ گئی۔ آپ بہادری سے جہاد فرما رہے تھے کہ وحشی نامی غلام (جو بعد میں مسلمان ہو گیا) نے پتھر کی اوٹ سے حربہ پھینک کر آپ کو شہید کر دیا۔ محبوب خدا ﷺ کو اپنے اس جانثار چچا کی شہادت پر بہت رنج ہوا۔ حضور ﷺ کی آنکھوں میں آنسو تھے اور لب اقدس پہ یہ جملہ تھا ''حمزہ بن عبدالمطلب کو ساتوں آسمانوں میں رہنے والوں میں اسد اللہ اور اسد رسولہ لکھا گیا ہے'' (مدارج النبوۃ ۳/۲۱۰)

لکڑیاں تیر بن گئیں

حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت اچھے تیر انداز تھے۔ یہ حضور ﷺ کے سامنے اپنے آپ کو ڈھال بنا کر کھڑے تھے۔ غزوۂ احد میں ان کے ہاتھ سے دو یا تین کمانیں ٹوٹیں، جب تیر چلاتے تو نعرہ بلند کرتے اور عرض کرتے یارسول اللہ نفسی دون نفسک جعلنی اللہ فداک اے اللہ کے رسول میری جان اور تن آپ پر قربان ہوں ان کے پاس جب تیروں کا ذخیرہ ختم ہو گیا تو مختار کل، مظہر شان قدرت حضور ﷺ ان کو لکڑی پکڑا کر فرماتے "اے ابوطلحہ! مارو، جب وہ لکڑی کمان میں رکھتے تو تیر بن جاتی۔ (مدارج النبوت صفحہ ۲/۱۰۱)

جنگ جوبن پہ تھی، حضور ﷺ گردن اٹھا کر لشکر کفار کو دیکھتے تو حضرت ابوطلحہ عرض کرتے یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان، آپ سر اقدس کو اوپر نہ اٹھائیں کہیں دشمنوں کا تیر نہ لگ جائے، میرا سینہ آپ کی ڈھال بنا ہوا ہے (بخاری کتاب المغازی)

قتادہ کی آنکھ

حضرت قتادہ بن نعمان انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے محبوب پاک ﷺ کے رخ والضحیٰ کو بچانے کے لئے اپنا چہرہ دشمنوں کے سامنے کئے ہوئے تھے، اچانک ایک اڑتا ہوا تیر آیا اور ان کی آنکھ میں پیوست ہو گیا۔ آنکھ نکل کر رخسار پہ آ گئی۔ حضور ﷺ نے ان کی آنکھ کو اٹھا کر آنکھ کے حلقے میں رکھ دیا اور دعا کی "اے اللہ قتادہ کی آنکھ بچالے جس نے تیرے رسول کا چہرہ بچایا۔ حضور ﷺ کی دعا کی برکت سے یہ آنکھ دوسری آنکھ سے زیادہ روشن اور خوبصورت ہو گئی" (زرقانی شریف صفحہ ۲/۴۲)

شوق شہادت

اس ہولناک معرکے میں ایک بہادر مسلمان نہایت بے پروائی کے ساتھ کھجوریں کھا رہا تھا۔ آگے بڑھا اور عرض کیا یارسول اللہ ﷺ اگر میں اس وقت شہید ہو جاؤں گا تو میرا ٹھکانہ کہاں ہوگا۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ تو جنت میں جائے گا محبوب کی زبان سے یہ بشارت سن کر وہ بے خود و سرمست ہو گیا، میدان میں کودا اور اس دلیری کے ساتھ لڑا کہ کفار کے دل دہل گئے۔ اللہ تعالیٰ نے اس مرد مومن کو مرتبہ شہادت عطا فرمایا (بخاری کتاب المغازی)

شہادت ہے مطلوب و مقصود مومن نہ مال غنیمت نہ کشور کشائی
دو عالم سے کرتی ہے بیگانہ دل کو عجب چیز ہے لذت آشنائی

حضرت سعد کا اعزاز

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ تیر اندازی میں پورے عرب میں مشہور تھے۔ حضور ﷺ انہیں زمین سے تیر اٹھا اٹھا کر دے رہے تھے اور فرما رہے تھے، "اے سعد! تیر چلاتے جاؤ تم پر میرے والدین قربان، تیر چلاتے جاؤ" (بخاری کتاب المغازی)

صحابہ کرام کی وارفتگی

جنگ احد کی محشر سامانی بہت مشہور ہے جب محبوب خدا ﷺ پر تیر برسائے جا رہے تھے، حضور ﷺ کی زبان اقدس پہ یہی جملہ تھا رب اغفر قومی فانہم لا یعلمون اے پروردگار میری قوم کو معاف فرما، وہ مجھے نہیں جانتے۔ (مسلم شریف غزوۂ احد)

آپ کے دندان مبارک شہید ہوئے، چہرہ انور پہ زخم آئے، ابو عامر فاسق نے میدان میں جا بجا گڑھے کھود رکھے تھے کہ مسلمان ان میں گرتے رہیں۔

حضور ﷺ ایک گڑھے میں گرے تو مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کا دست مبارک پکڑا، طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کو اٹھایا۔ حضرت عبید اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کے رخسار مبارک میں چبھی ہوئی خود کی کڑی اپنے دانتوں کی مدد سے باہر نکالی، آپ کے چہرہ انور سے جو خون بہا تو حضرت مالک بن سنان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وارفتگی کے عالم میں اسے چوس چوس کر پی لیا۔ آپ نے فرمایا "اے مالک! کیا تم نے میرا خون نوش کر لیا" عرض کیا

"آقا! ہاں" فرمایا جہنم کی کیا مجال جو اسے چھو سکے" (زرقانی شریف صفحہ ۲/ ۳۹)

حضور پہاڑ کی ایک گھاٹی میں تشریف لے گئے، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ نے اپنی ڈھال سے پانی بھر بھر کر لا رہے تھے اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے ہاتھوں سے آپ کے زخم کو دھو رہی تھیں۔ بالآخر کھجور کی چٹائی کی جلا کر راکھ بنائی اور وہ زخم پر لگائی تو خون تھم گیا (بخاری کتاب المغازی)

غسیل الملائک

غزوۂ احد کی رات حضرت حنظلہ رضی اللہ تعالیٰ جنبی ہوئے کہ کانوں میں دعوت جہاد کی پر جوش آواز پڑی، آپ اسی حالت میں جہاد کے لئے دوڑ پڑے۔ ان کا باپ ابو عامر فاسق کفار کی طرف سے لڑ رہا تھا۔ انہوں نے حضور ﷺ سے عرض کی کہ یا رسول اللہ! مجھے اجازت دیجئے میں اپنے باپ کا سر کاٹ دوں، آپ نے گوارا نہ فرمایا کہ بیٹے کی تلوار سے باپ کا سر قلم ہو، آپ نے انکار فرما دیا۔ غرض یہ اس جوش اور جذبے سے میدان میں نکلے کہ لشکر کفار کے قلب تک جا پہنچے، قریب تھا کہ ان کی تلوار ابوسفیان کا خاتمہ کر دیتی شداد بن اسود نے پیچھے سے وار کر کے ان کو شہید کر دیا۔ چونکہ آپ جنابت کے عالم میں شہید ہوئے تھے اس لئے اللہ تعالیٰ کے فرشتوں نے آپ کو اپنے مقدس ہاتھوں سے غسل دیا۔ آپ غسیل الملائکہ کے لقب سے مشہور ہیں۔

(مدارج النبوت)

جب مسلمانوں کے ایک گروہ کی لغزش کی وجہ سے کفار مکہ نے پلٹ کر حملہ کیا۔ حضرت وہب بن قابوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور ﷺ کے قریب تھے، کافروں کا ایک گروہ حضور کی طرف بڑھا آپ نے فرمایا "کون ہے جو اس گروہ کو دفع کرے" حضرت وہب نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں ہوں" پس انہوں نے اس تسلسل کے ساتھ تیر اندازی کی کہ کافروں کا گروہ بھاگ کھڑا ہوا، پھر ایک گروہ آگے بڑھا، حضور نے فرمایا کون ہے جو اس کو دور کرے "حضرت وہب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں انہوں نے تلوار اٹھائی اور لاشوں کے ڈھیر لگا دیئے، ایک اور گروہ آگے بڑھا تو حضور ﷺ نے فرمایا "کون ہے اس کے لئے" حضرت وہب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا "یا رسول اللہ میں ہوں" حضور نے فرمایا "تمہیں جنت کی بشارت ہو"

حضور کی زبان رسالت سے یہ جنت کی بشارت سن کر ایسے خود رفتہ ہوئے کہ صفوں کو کاٹتے ہوئے دور تک چلے گئے۔ کافروں نے گھیرے میں لے کر شمع رسالت کے پروانے کو شہید کر دیا۔ ان کی شہادت کے بعد ان کے برادر زادے حضرت حارث بن عقبہ نے مردانگی سے جنگ کی اور شہید ہو گئے۔

(مدارج النبوت صفحہ ۲/ ۲۱۷)

حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے ایک کافر نے زخمی کر دیا، میرے زخم سے خون بند نہیں ہوتا تھا، میری والدہ حضرت عمارہ رضی اللہ عنہا نے اپنا کپڑا پھاڑ کر زخم پر باندھا اور فرمایا، بیٹا اٹھو! اور جہاد میں مشغول ہو جاؤ۔ اتفاق سے وہی کافر حضور ﷺ کے سامنے بھی آ گیا، آپ نے فرمایا "اے ام عمارہ! دیکھ یہ وہی کافر ہے جس نے تمہارے بیٹے کو زخمی کیا تھا۔ یہ سنتے ہی حضرت ام عمارہ رضی اللہ عنہا نے اپنی تلوار اٹھائی اور کافر کی ٹانگ پر بھرپور وار کیا، کافر گر پڑا، وہ چل تو نہ سکتا تھا، ٹانگ کے بل گھسٹتا ہوا بھاگنے لگا، حضور ﷺ یہ منظر دیکھ کر ہنس دیئے اور فرمایا "ام عمارہ خدا کا شکر ادا کرو کہ اس نے تمہیں اپنے راستے میں جہاد کرنے کی سعادت بخشی"

پھر حضور ﷺ نے دعا فرمائی اے اللہ! ان سب کو جنت میں میرا رفیق بنا دے" حضرت ام عمارہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں اس دعا کے بعد ہم کسی مصیبت کو مصیبت نہیں سمجھتے؟

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

شرمناک توحید

ابو طلحہ نوری

یہ ایک تاریخی دستاویز ہے کہ برصغیر میں تشکیل پاکستان میں السواد الاعظم اہل سنت و جماعت کے سوا تمام فرقوں نے انگریزوں اور ہندوؤں کے اشارے پر امیر جعفر اور امیر صادق جیسے غداروں کی طرح ہولناک کردار ادا کیا۔ پاکستان بن گیا تو یہ فرقے پاکستان کے امن و سلامتی کے اولین دشمن بن کر ابھرے۔ بیسویں صدی عیسوی کے آخری دورانیے میں تو انہوں نے حد کر دی اور جہاد کشمیر کے نام پر اہل سنت و جماعت کا مالی اور اعتقادی استحصال شروع کر دیا۔ بیرونی امداد پر پلنے والے یہ انتہا پسند اسلام اور پاکستان کے لیے شدید رسوائی کا باعث بنے ہوئے ہیں۔ آج ان تمام رسالوں بالخصوص مجلۃ الدعوۃ کا بنیادی موضوع ان کی خود ساختہ توحید ہے۔ جس کی آڑ میں اللہ تعالیٰ کے پاک نبیوں، ولیوں اور اسلامی رہنماؤں کے خلاف ہرزا سرائی کی گمراہ کن تحریک چلائی جا رہی ہے، بزرگوں کے مزارات پر جانا اور وہاں عوام الناس کی چند بے ضابطگیوں کو بنیاد بنا کر صحابہ کرام سے لے کر آج تک سواد اعظم کے عقیدوں کو نشانہ بنانا ان پر شرک و کفر کے فتوے صادر کرنا ان فریب کاروں کا پسندیدہ مشغلہ ہے۔ حالانکہ یہ خود اچھی طرح جانتے ہیں کہ جس طرح روپڑی خاندان کی دوشیزہ کا شرمناک عمل اور اس کے انکشافات کے آئینے میں اس جدی پشتی وہابی خاندان کے اخلاقی انحطاط پر تمام وہابیوں کو قیاس کرنا درست نہیں اس طرح چند جہلا پر اہلسنت کے مستند علماء کرام اور جید صوفیہ ء عظام کو قیاس کرنا بھی قرین انصاف نہیں۔ لیکن ان کا مقصد تو مسلمانوں کی صفوں میں غلط فہمیاں پیدا کر کے ان کی صفوں میں انتشار و افتراق کی گہری خلیج پیدا کرنا ہے جو

> **امام صاوی کا فرمان ہے کہ ابن تیمیہ خود بھی گمراہ ہے اور دوسروں کو بھی گمراہ کرنے والا ہے۔**
>
> (تفسیر صاوی جلد ا ص ۲۹)

انکے روحانی باپ ابن عبدالوہاب نجدی نے انگریزی جاسوس ہمفرے کے مشن کی روشنی میں تشکیل دیا ہے، اور جس پر دیار ہند میں اسماعیل دہلوی سید احمد بریلوی، ثناء اللہ امرتسری، ابوالکلام آزاد، ڈپٹی نذیر احمد اور نذیر حسین دہلوی جیسے لوگ کاربند ہوئے اور مسلمانوں کے ایک عقیدے اور ایک فقہ میں دراڑیں ڈال دیں۔ لوگوں کو ایک دوسرے کا دشمن بنا دیا اب دیکھنا یہ ہے کہ جس توحید پر یہ لوگ بزرگان دین پر برس رہے ہیں، ان کے خداداد اختیارات و تصرفات کو شرک و کفر سے تعبیر کر رہے ہیں، حضور علیہ السلام کی محبت کے مسلمہ مسئلے پر ڈاکے ڈال رہے ہیں وہ توحید ہے کیا۔

تعصب کی پٹی اتار کر اپنے اور بیگانے سب ہمارے پیش کردہ حوالہ جات پر غور و فکر کریں تو اس توحید کے شرمناک نمونے آپ کو معاملے کی تہہ تک پہنچنے میں مدد دیں گے اور آپ مان جائیں گے۔

ہیں کواکب کچھ نظر آتے ہیں کچھ
دھوکہ دیتے ہیں یہ بازی گر کھلا

<u>اللہ عرش کے برابر ہے:</u>۔ علامہ ابن حجر مکی علیہ الرحمہ اپنی کتاب فتاوی حدیثیہ میں وہابیوں کے پیشوا شیخ ابن تیمیہ کا عقیدہ لکھا ہے۔ "بے شک ہمارا رب ان باتوں سے پاک ہے جس کو ظالم و جاہل لوگ ادا کرتے ہیں۔ حوادثات کا محل ہے۔ اللہ اس سے پاک ہے قولہ بالجہۃ۔

"وَالْجِهَةِ وَالْاِنْتِقَالِ وَاِنَّهٗ بِقَدْرِ الْعَرْشِ لَا اَصْغَرَ وَلَا اَكْبَرَ

تعالیٰ اللہ عنہ ھذا الا فتراء الشنیع القبیح والکفر البواح الصریح"۔

"اس کا قول اللہ کی جسمیت۔ جہت اور جگہ بدلنے پر ہے۔ اور وہ عرش کے برابر ہے۔ نہ چھوٹا ہے نہ بڑا" اللہ اس افتراء شنیع و قبیح اور صریح کفر سے پاک ہے۔ (فتاویٰ حدیثیہ ص ۱۰۰ مطبوعہ مصر)۔ اس عقیدہ کا انتقال خدا کا ذکر تو مشہور مورخ ابن بطوطہ نے غرائب الامصار میں بھی کیا ہے۔ کہ وہ کہتا تھا کہ خدا آسمان دنیا کی طرف ایسے اترتا ہے۔ وہ (سمجھانے کیلئے) منبر کی ایک سیڑھی سے دوسری سیڑھی پر اترا۔ (غیث الغمام ص ۷۵ مطبوعہ لکھنؤ) علامہ ابو حامد بن مرزوق نے التوسل بالنبی ص ۱۱ مطبوعہ مصر میں، علامہ سید غلام مصطفیٰ شاہ نے تحفۃ الناظرین ص ۶۸ میں اس کے مجسمہ ہونے اور دیگر بدترین عقیدوں کا ذکر کیا ہے۔ اس کے انہیں بدترین عقیدوں پر اس کے معاصر اور دیگر علماء کرام نے خوب پکڑ کی۔ امام نبہانی نے شواہد الحق ص ۱۷۷ مطبوعہ مصر میں ان علماء کرام کے نام رقم فرمائے ہیں ہندوستان میں وہابی مولوی صدیق حسن بھوپالی نے اس کے عقیدے کو پھیلانے کی سر توڑ کوشش کی جیسا کہ رسالہ فوائد جامعہ میں علامہ زاہد کوثری کی السیف الصقیل کے حوالے سے درج ہے وہابیوں کے ممدوح مولانا عبدالحی لکھنوی نے بھی بیزاری کا اعلان کر دیا کہ "میں ان میں سے نہیں جو اس کے تمام اقوال کو آسمانی وحی صحیح سمجھوں اور اس کی ہر بات کی تقلید جامد کروں۔ (غیث الغمام ص ۷۵)۔ وہابیوں کے امام و پیشوا کی مکمل تقلید قاضی شوکانی اور ابن قیم جیسے لوگوں نے کی جن کے متعلق حضرت شیخ مناوی علیہ الرحمۃ نے فرمایا ابن تیمیہ اور ابن قیم کا بدعتی ہونا مسلم ہے (شواہد الحق ص ۱۸۹) پھر سب وہابیوں نے ان کی تقلید و اتباع کی۔ جیسا کہ وہابیوں کے مستند تذکار عبدالغفور عطاری کتاب "محمد بن عبدالوہاب" میں لکھا ہے۔ کہ وہابی ابن تیمیہ اور ابن القیم الجوزیہ اور ان کے متبعین کے مسلک پر چلتے ہیں تو اس میں راہ صواب سے پیچھے نہیں بلکہ اصح یہی ہے کہ وہابی انہی ائمہ کے متبعین میں سے ہیں اور شیخ الاسلام (ابن عبدالوہاب) نے بھی انہی کے طریق کی پیروی کی ہے۔ (محمد بن عبدالوہاب ص ۱۷۴)

آپ غور کریں کہ آج وہابی بات بات پر کتاب و سنت کے دعویدار ہیں۔ اس دعوے کی قلعی ان کے گھر کے بھیدی نے کھول دی۔ دراصل یہ کتاب و سنت کے پیروکار سلفی اثری محمدی نہیں ابن تیمیہ اور ابن قیم جیسے گمراہوں کی معنوی اولاد ہیں، بھلا یہ کس آیت و حدیث کا ترجمہ ہے کہ اللہ عرش کے برابر ہے۔ نجانے یہ "اللہ اکبر" کس زبان سے کہتے ہیں ذرا تقدیر کا تازیانہ دیکھیے کہ امام اعظم ابو حنیفہ جیسے کتاب و سنت کے ترجمان کی تقلید پر شرک کا فتویٰ صادر کرنے والے کن جاہلوں اور گمراہوں کی تقلید میں الجھے ہوئے ہیں۔

اپنے خداؤں کو پکارنا:

وہابیوں کے نزدیک اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو مخلوق سمجھ کر بھی پکارنا شرک و کفر ہے اس مسئلے پر ان کے تعصب و تشدد کی ہزاروں وارداتیں موجود ہیں، لیکن ان کے اپنے محدث و مفسر نواب صدیق حسن بھوپالی کا حال دیکھئے کہ وہ کس طرح کفر و شرک کا اعلان کر رہے ہیں ان کے دو خدا یہ ہیں۔

زمرہ رائے در افتاد بار باب سنن
شیخ سنت مددے قاضی شوکاں مددے

یہ شعر ان کی کتاب "نفح الطیب" ص ۷۵ پر درج ہے۔ وہابیوں کے نزدیک مرے ہوئے کو پکارنا تو بدترین کفر ہے لیکن دیکھئے ان کا اپنا انداز کتنا دلآویز ہے۔

اے ثناء اللہ اے شیر خدائے لم یزل
قاسم علم الٰہی پیکر علم و عمل
اے زعیم قوم و خیر امت خیر الامم
کاش آجائے تیرا ابھرے سے وجود محترم
(سیرت ثنائی ص ۴۰۵)

یا رسول اللہ، یا غوث اعظم کو شرک کہنے والے ذرا ہمت سے کام لیں اور اسی سفاکی سے مولوی ثناء اللہ کے عزاداروں پر بھی شرک کا فتویٰ لگائیں لیکن ہمیں معلوم ہے کہ منافقت کی مسموم فضاؤں میں سانس لینے والے اس مردانگی کا کیسے اظہار کر سکتے ہیں۔ حضور فخر دو عالم ﷺ کے عطائی علم غیب اور نگاہ مشاہدہ کا انکار کرنے والے اپنی غیب دانی کا کیسے اعلان کرتے ہیں۔

آہ دنیا سے کیا کوچ سدھارے جنت
کون جنت میں جائے گا یہ غیب ہے اور اسکو
اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا مگر یہاں کس طرح وہابی اپنی دھونس دھاندلی سے اللہ کے اس وصف خاص میں شرکت کر رہے ہیں وہابی سیرت ثنائی

امام خفاجی کا فیصلہ

"ابن تیمیہ کا خیال تھا کہ وہ ان خرافات کے ذریعے توحید کی حمایت کر رہا ہے۔ جن کا ذکر مناسب نہیں۔

(نسیم الریاض جلد ۳ ص ۵۱۴)

کامطالعہ کرلیں تودن میں تارے نظر آئیں گے۔ان کے نزدیک اہل اللہ کے تبرکات سے فائدہ لیناوغیرہ امور شرکیہ ہیں لیکن اندر کاحال دیکھیں، مولاناعبداللہ غزنوی کے بارے میں داود غزنوی نے لکھا ہے۔

''حضرت کے لباس سے بھی استفادہ کرنے والوں کو فیض حاصل ہوا ایک طالب علم محض پوستین اٹھانے سے وجد میں آگیااسی وجہ سے وہ طالب علم ''پوستین'' کے نام سے مشہور ہوا(داود غزنوی ص ۲۲۴)وہابی، مولوی نذیر حسین دہلوی کے فیض سے اہل زمین کو مستفیض مانتے ہیں۔(معیار الحق ص ۲۵۴)،ان حوالہ جات سے معلوم اہو کہ وہابی اپنے مخصوص داتاؤں اور خداؤں کو پکارتے ہیں اوران سے انھیں فائدہ بھی ملتاہے۔

یارسول اللہ پکارنا شرک ہے تو قاضی شوکاں مددے پکارنا کیوں شرک نہیں ؟ ہے کوئی جو نواب صدیق حسن بھوپالی کو مشرک کہے۔

کیایہ اللہ کی صفات ہیں :۔

توحید کے علمبردار دیکھئے کس طرح پھسلتے جارہے ہیں ذرا غور کیجئے کہ وہابیوں کے نزدیک اللہ کی کیا صفات ہیں۔نقل کفر کفر نباشد مولوی وحیدالزماں کاترجمہ دیکھئے۔

☆ وہ بڑے رحم والا تخت پر جاچڑھا ، تخت پر جابیٹھا ۔(بتویب القرآن ص ۵۰)

☆ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ آسمان دنیاکی طرف نزول فرماتے ہیں توعرش معلی اس سے خالی رہتاہے یہ قول زیادہ صحیح ہے۔(ہدیۃالمھدی جلد ا ص ۱۰)

☆ ثناءاللہ امر تسری کاعقیدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی مثل پیدا کرنے پر قادر ہے۔ (الفیصلہ الحجازیہ ص ۲۳)

☆ مولوی عبدالستار دہلوی کاعقیدہ یہ ہے کہ خداکوہر جگہ مانا معتزلہ وجہمیہ وغیرہ فرق ضالہ کاباطل عقیدہ ہے(فتاویٰ ستاریہ جلد ۲ ص ۸۴)

☆ مولوی اسماعیل دہلوی کاعقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو جہت اور مکان سے پاک و منزہ سمجھنا حقیقی بدعت ہے۔(ایضاح الحق الصریح ص ۳۵)

☆ وحیدالزماں کاعقیدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفات افعالیہ کاحدوث اور تغیر اہل حدیث کے نزدیک جائز ہے (تیسر الباری ص ۴۷ جلد ۴) ۔☆ اسماعیل دہلوی کا عقیدہ ہے ''سواللہ کے مکر سے ڈرا چاہیے (تقویۃ الایمان ص ۵۲)۔☆ اسماعیل دہلوی سے لے کر ثناءاللہ امر تسری تک سب وہابی اللہ تعالیٰ کیلئے امکان کذب کے قائل ہیں دیکھئے یکروزہ ص ۱۷، شمع توحید ص ۱۲)

کلمہ توحید کیاہے :۔ مولوی ثناءاللہ امر تسری نے اپنے مسلک کے ایک عالم عبدالجبار غزنوی کے بارے میں لکھاہے ''ہمارے ملک میں ایک نئی تثلیث قائم ہوئی ہے جو عیسائیوں کی تثلیث سے زیادہ مضبوط ہے وہ کسی طرح نہیں چاہتے کہ کسی قومی کام میں مل کر کام کریں۔بقول ڈپٹی محمد شریف صاحب امر تسری جب تک کوئی شخص یہ نہ مانے کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ عَبْدُ الْجَبَّارِ اِمَامُ اللّٰہِ اس سے ملنا جائز نہیں''(اخبار اہلحدیث ص ۱۱، ۱۵اپریل ۱۹۱۲ء) مولوی ابو القاسم بنارسی نے بھی تصدیق کی ہے کہ ''اہل حدیث کے دور کومدت گزر گئی کہ اس امتداد زمانہ کی وجہ سے ان کے آزاد خیالات میں انقلاب اور ہمت آگئی، حتی کہ اپنے پرانے ورد لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کو بھی بھولنے لگے اور اس کے ساتھ نہ معلوم کیاکیا ایزاد کیے۔(اخبار اہلحدیث 9جولائی ۱۹۱۵ء) وہابیوں کے گھر کی گواہی نے بھی بتادیاکہ توحید کادعویٰ بھی صرف توحید کے تقاضوں کو گہنانے کیلئے لگایا جاتاہے۔اور یہ ان کی آزاد خیالی سے ان کے بزرگ بھی ہراساں ہیں۔وہابیوں کی فکری اقتدا کرنے والے دیوبندی حضرات کی کتابیں بھی اس شرمناک توحید سے آلودہ ہیں انھوں نے بھی تذکرۃالرشید،اشرف السوانح ،تذکرۃالخلیل ،مرثیہ محمود الحسن ،وغیرہ میں اپنے ''خداؤں اور داتاؤں''کی خوب پرستش کی ہے ۔اف ،اللہ تعالیٰ کے محبوب اعظم ،پیغمبر آخر ﷺ کے کمالات واوصاف بیان کرنے سے توحید کے نازک آبگینے ٹوٹ جاتے ہیں اوران مولویوں کے بارے میں ''مولوی پرستوں'' کے جھوٹے افسانے توحید کو کچھ نہیں کہتے ،یہی وہ سوچ ہے جوانگریزوں کی مرہون منت ہے۔یہی وہ فکر ہے جس نے امت محمدیہ میں تفرقہ بازی کی فصلیں کاشت کی ہیں اب ضرورت اس امر کی ہے کہ ہمارے اپنے ''بے خبر حضرات ''ان مکاریوں اور عیاریوں میں آکر اپنادین وایمان نہ ہتھیالیں ان کے پاس وہ توحید ہے جس کے ڈانڈے شیطانی طرز فکر کے ساتھ ملتے ہیں۔اصل توحید کیاہے۔اللہ تعالیٰ ذات وصفات میں بے مثال ہے ازلی ولبدی ہے۔اس کے محبوب بندے اس کے فضل سے اس کی عطا سے عظمتوں کے وراث ہیں ان کی عظمتوں کااعتراف دراصل اللہ تعالیٰ کی عطاؤں کااعتراف ہے یہ سادہ سی بات ۔ان ظالموں کے ذہن میں نہیں آتی آئے بھی کیسے ''فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا'' ،ان کے دلوں میں بیماری ہے اللہ اس کواور بڑھاتاہے مولا کریم عقل سلیم عطا فرمائے۔(آمین) ✲✲✲✲

لاالہ الا اللہ عبدالجبار امام اللہ

تصوف اسلامی کی حقیقت و اہمیت

پروفیسر ڈاکٹر محمد اصغر اسعد

جس طرح جملہ علوم اسلامیہ اپنے علیحدہ علیحدہ نام سے موسوم ہیں اس طرح علم جو تزکیہ باطن اصلاح اخلاق صفت احسان کے حصول میں ممد و معاون ہے، اسے صوفیاء کرام و مشائخ عظام نے تصوف کا نام دیا ہے اس کا ایک نام ''علم باطن'' اور علم طریقت بھی ہے۔ اصلاح تصوف میں تصوف کے حامل کو ''صوفی'' کہا جاتا ہے۔

صوفی کا اشتقاق اور وجہ تسمیہ

کلمہ صوفی کے اشتقاق کے بارے میں محققین نے مختلف اقوال بیان کئے ہیں ان میں سے ایک گروہ کا یہ خیال ہے کہ یہ لفظ ''صوف'' سے مشتق ہے جو ''اون'' کے معنی میں ہے اہل التصوف کو یہ نام اس لئے دیا گیا کیونکہ متقدمین صوفیاء کی اکثریت اون کے لباس کو پسند کرتی تھی اون کا لباس پہننا اکثر انبیاء علیہم السلام اولیاء کرام اور برگزیدہ ہستیوں کا امتیازی نشان رہا ہے (۲) بعض حضرات کی رائے یہ ہے کہ لفظ صوفی ''صفہ مسجد نبوی ﷺ'' کی طرف منسوب ہے یہ ایک چبوترہ تھا جہاں صحابہ کرامؓ میں سے زہاد کی وہ جماعت (۳) اقامت پذیر تھی جن کا مدینہ طیبہ میں کوئی گھر بار نہ تھا، یہ لوگ دن رات چشمہ نبوی سے فیض یاب ہوتے رہتے تھے انتہائی سادی زندگی بسر کرتے تھے محنت مزدوری سے حاصل شدہ آمدنی یا صدقات و زکوٰۃ پر ان کی گزر اوقات تھی۔

تصوف کے حامل افراد بھی اصحاب صفہ کی طرح علائق دنیا سے الگ رہ کر زہد کی زندگی بسر کرتے تھے لہٰذا انہیں ان اوصاف کی بنیاد پر اہل صفہ کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔

لیکن اس لغوی اشتقاق پر یہ اعتراض ہے کہ صوفیا کا حال اگرچہ اصحاب صفہ کے مشابہ ہے لیکن لغوی اشتقاق کے لحاظ سے یہ وجہ تسمیہ درست نہیں ہے کیوں کہ ''صفہ'' سے اسم نسبت ''صفی'' ہوگا نہ کہ ''صوفی'' (۴) بعض حضرات کی رائے ہے کہ کلمہ ''صوفی''، ''صفا'' سے ماخوذ ہے (۵) چونکہ صوفیاء کرام خود کو اخلاق رزیلہ سے پاک صاف رکھتے اور مکارم اخلاق سے مزین کرتے ہیں معنی کے لحاظ سے یہ رائے اگرچہ صحیح معلوم ہوتی ہے لیکن لفظی اعتبار سے درست نہیں کیوں کہ صفا سے اسم نسبت ''صفوی'' ہوگا نہ کہ صوفی (۶) اسی طرح بعض حضرات کے نزدیک لفظ صوفی ''صف'' کی طرف منسوب ہے کیوں کہ تصوف کے حامل افراد اپنی ہمتوں کی بلندی کے باعث اللہ کے حضور میں صف اول میں ہوتے ہیں (۷) یہاں اگرچہ معنوی لحاظ سے کوئی اعتراض نہیں لیکن لغوی لحاظ سے اگر صاحب تصوف کی نسبت ''صف'' کی طرف ہو تو وہ صفی ہوگا نہ کہ صوفی اس کے علاوہ اور بھی عجیب وغریب وجوہ تسمیہ محققین نے بیان کی ہیں تفصیل کیلئے تلبیس ابلیس تصنیف ابن الجوزی اور قواعد التصوف، تصنیف شیخ زروق الفاسی المالکی وغیرہ ملاحظہ فرمائیں۔

تصوف کے حامل افراد بھی اصحاب صفہ کی طرح علائق دنیا سے الگ رہ کر زہد کی زندگی بسر کرتے تھے لہٰذا انہیں ان اوصاف کی بنیاد پر اہل صفہ کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔

راجح قول

راجح قول یہ ہے کہ لفظ صوفی ''صوف'' سے ماخوذ ہے کیوں کہ لغوی اعتبار سے یہ لفظ اپنے مادہ کے زیادہ قریب ہے، ابن خلدون متوفی ۸۰۸ھ کا بھی یہی قیاس ہے چنانچہ فرماتے ہیں: ''عربی لغت کی رو سے ''تصوف'' کے معنی ہیں اس نے لباس صوف پہنا جیسے ''قمص'' کا معنی ہے ''اس نے قمیض پہنی، ابتداء میں صوفیاء کو ان کی صوف پوشی کی وجہ سے صوفی کہنے لگے'' (۸) مسلمان محققین کے علاوہ مغربی محققین میں سے جنہوں نے اس موضوع پر کام کیا ہے ان میں نولڈیکی (م: ۱۹۳۰ء) اور نکلسن قابل ذکر ہیں، ان دونوں کے ہاں لفظ ''صوفی''، ''صوف'' بمعنی اون سے ماخوذ ہے (۹)

صوف کا لباس دراصل انبیاء اور اولیاء کا خاص شعار رہا ہے اور صوف کے لباس میں اس چیز کا اظہار ہوتا ہے کہ صاحب لباس دنیوی تعیشات کی طرف بہت کم مائل ہے اور زھد فی الذین کی طرف رجحان رکھتا ہے۔

تصوف کی تعریف

تصوف کی تعریف کی طرح صوفیاء کے اوصاف وخصوصیات کے بارے میں بھی زمانہ قدیم جدید کے محققین صوفیاء کرام کے درمیان اختلاف رہا ہے اور انہوں نے اس کی سینکڑوں تعریفیں کی ہیں صاحب عوارف المعارف کے ہاں تو تصوف کی تعریف کے بارے میں اقوال کی تعداد ہزار سے بھی بڑھ جاتی ہے

(۱۰) اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ ایک ذاتی، وجدانی، ذوقی و تجرباتی شئے ہے اس کا تعلق احوال و مقامات سے ہے احوال اور مقامات کی تعریف یہ ہے کہ وہ ہر وقت متغیر و متبدل رہتے ہیں بلکہ اگر یہ کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا کہ ہر آن ارتقاء پذیر رہتے ہیں لہٰذا اساطین فن جن احوال و مقامات میں رہے یا جس طرح کی کیفیات کا ان پر غلبہ رہا انہوں نے اس کے مطابق اس کی تعریف کر دی لہٰذا ان تعریفات میں جو اختلافات نظر آئے اسے حقیقی یا اساسی نہ سمجھا جائے بلکہ اس اختلاف کو احوال و مواجید کے اختلاف پر مبنی تصور کیا جائے کیوں کہ حقیقت ''واحد'' ہے اظہار کے پیرائے مختلف ہیں۔

عباراتنا مشتی و حسابك
واحد و کل الی ذاك الجمال یشیر

ہماری عبارتیں مختلف ہیں لیکن تیرا حسن ایک ہے اور ساری عبارتیں اسی ایک حسن کی طرف اشارہ کر رہی ہیں۔ صوفیاء کرام نے اپنے اپنے وجدان اور ذوق کے مطابق تصوف کی جو تعریفیں کی ہیں ان سب کا استقصاء اور احاطہ مشکل ہے تاہم درج ذیل سطور میں چند تعریفات ذکر کی جاتی ہیں تا کہ ان کے ذریعہ تصوف کے مفہوم پر روشنی پڑے اور تصوف اسلامی کی حقیقت و اہمیت بھی واضح ہو سکے۔

(۱) حضرت معروف کرخی (م:۲۰۰ھ) نے فرمایا:

التصوف الاخذ بالحقائق والیاس مما فی ایدی الخلائق (۱۱)

تصوف حقائق کو گرفت میں لانے اور مخلوق کے ہاتھوں میں جو کچھ ہے اس سے ناامید ہو جانے کا نام ہے۔

(۲) حضرت جنید بغدادی سے جب تصوف کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا

ان تکون مع اللہ بلا علاقة''

یعنی تصوف یہ ہے کہ تو بغیر کسی نسبت اور ظاہری تعلق کے ہر وقت اللہ کے ساتھ رہے (۱۲)

(۳) حضرت ابو محمد الحریری (المتوفی ۳۱۱ھ) نے تصوف کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا:

> تزکیہ نفس کا مفہوم یہ ہے کہ انسانی نفس کو اعلیٰ اخلاق سے آراستہ کیا جائے اور رذائل سے پاک صاف رکھا جائے، ایسے تزکیہ نفس کے شاندار نمونے صحابہ کرام اور اسلاف کی زندگیوں میں ہر مقام پر نظر آتے ہیں جن کی نظیر تاریخ پیش نہیں کر سکتی۔

ھو الدخول فی کل خلق سنی والخروج من کل خلق دنی ''(۱۳)

یعنی تصوف جملہ اخلاق فاضلہ کو حاصل کرنے اور جملہ عادات دنیہ سے چھٹکارا حاصل کرنے کا نام ہے۔

(۴) حضرت ابوالحسن نوری نے فرمایا:

لیس التصوف رسما ولا علما ولکنه خلق، لانه لو کان رسما لحصل بالمجاهدة ولو کان علما لحصل بالتعلیم لکنه تخلق باخلاق اللہ (۱۴)

تصوف کسی رسم و مرتبے کا نام نہیں نہ کسی علم کا یہ تو صرف مکارم اخلاق کا نام ہے کیوں کہ اگر یہ کوئی رسم و مرتبہ ہوتا تو مجاہدہ سے حاصل ہو جاتا یہ تو دراصل اخلاق الٰہی کی طرف اپنے اخلاق بنانا ہے۔

(۵) حضرت سہل بن عبداللہ التستری (المتوفی ۲۸۳ھ) نے فرمایا:

الصوفی من صفا من الکدر، وامتلاء من الفکر، وانقطع الی اللہ من البشر (۱۵) صوفی اسے کہتے ہیں جو گندگی سے پاک ہو غور و فکر میں مصروف ہو لوگوں سے انقطاع اختیار کر کے واصل باللہ ہو۔

صوفی کی اس تعریف میں تصوف کی یہ تعریف پوشیدہ ہے کہ تصوف نام ہے ساری دنیا سے رشتہ توڑ کر صرف اللہ تعالیٰ سے رشتہ جوڑ لینے کا۔

(۶) حضرت ذوالنون مصریؒ نے فرمایا:

الصوفی من لا یتعبه طلب ولا یزعجه سلب: (۱۶) صوفی وہ ہے جو کسی چیز (یعنی غیر اللہ) کی طلب میں سرگرداں نہ ہو اور نہ کسی چیز کے چھن جانے سے غمزدہ ہو''

یعنی ان کے نزدیک تصوف پر طلب سے نکل جانے اور کامل رضا بالقضا کا نام ہے۔

(۷) حضرت ابوالحسن المزین نے تصوف کی تعریف میں فرمایا: ''التصوف الانقیاد للحق'' (۱۷)

یعنی اللہ تعالیٰ کی مکمل فرمان برداری کا نام تصوف ہے۔

(۸) حضرت محمد بن القصابؒ رسالہ قشیریہ میں فرماتے ہیں التصوف اخلاق کریمة ظهرت فی زمان کریم من رجل کریم مع قوم کریم (۱۸) یعنی تصوف اخلاق کریمہ کا نام ہے جو بہترین زمانہ میں بہتر شخص سے بہتر قوم کے ساتھ ظاہر ہوتے ہیں۔

خلاصہ بحث

تصوف چونکہ ایک وجدانی اور ذوقی شے ہے اس لئے ہر صوفی نے اپنے اپنے ذوق کے مطابق تعریف کی ہے لیکن ایک چیز جو متقارب المعنی نظر آتی ہے وہ یہ ہے کہ تصوف تزکیہ نفس اور تصفیہ اخلاق کا نام ہے کتب الٰہیہ کے نزول اور ارسال رسل کی غایت بھی تزکیہ نفوس اور تصفیہ

اخلاق تھی خود سرکار دو عالم ﷺ نے اپنی بعثت کا مقصد ہی مکارم اخلاق کی تتمیم بیان فرمائی ہے ارشاد نبوی ہے بعثت لا تمم مکارم الاخلاق (۱۹) یعنی اخلاق عالیہ کی تکمیل کیلئے مجھے بھیجا گیا اور قرآن عزیز میں بھی آپ کا فرض منصبی تزکیہ نفوس، تعلیم کتاب و حکمت بتایا گیا ہے (۲۰)

تزکیہ نفس کا مفہوم یہ ہے کہ انسانی نفس کو اعلیٰ اخلاق سے آراستہ کیا جائے اور رذائل سے پاک صاف رکھا جائے، ایسے تزکیہ نفس کے شاندار نمونے صحابہ کرام اور اسلاف کی زندگیوں میں ہر مقام پر نظر آتے ہیں جن کی نظیر تاریخ پیش نہیں کر سکتی۔

ایک انسان جب رذائل سے اپنے قلب کو صاف کر لیتا ہے اور اعلیٰ اخلاقی صفات کا حامل ہو جاتا ہے تو وہ صفت ''احسان'' سے متصف ہو جاتا ہے جس کی شرح آنحضرت کی زبان اقدس سے ان لفظوں میں ہوئی ہے: الاحسان ان تعبد اللہ کانک تراہ فان لم تکن تراہ فانہ یراک'' (۲۱) احسان (اخلاص) یہ ہے کہ تو اللہ کی عبادت یوں کر گویا تو اللہ کو دیکھ رہا ہے پس اگر تو اس کو نہیں دیکھ رہا تو وہ تو تمہیں دیکھ رہا ہے''

یہ صفت احسان اس وقت حاصل ہوئی جب انسانی قلب غضب، حسد، کینہ، حب دنیا، حب جاہ، بخل، حرص، ریا، عجب، غرور وغیرہ سے پاک ہو اور اخلاق حمیدہ توبہ، صبر شکر، زہد تقویٰ، اغراض عن الدنیا، صدق، اخلاص، محاسبہ و تفکر، نوفل جیسی صفات سے آراستہ ہو تا کہ توجہ الی اللہ پیدا ہو جائے جو مقصود حیات ہے۔

صوفیاء کرام نے ان اعلیٰ صفات کے حصول کی خاطر سالک کیلئے جو نظام علمی و عملی شکل میں ترتیب دیا اور اس کی اصطلاحات کو وضع کیا تو اسے ''تصوف'' کا نام دیا۔

غلط فہمی

اور اس کا ازالہ

بعض اوقات محض اصطلاحات کی وجہ سے حقائق کو نقصان پہنچایا گیا ان اصطلاحات میں سے ایک ''تصوف'' کی اصطلاح ہے۔ تصوف کے بارے میں زیادہ تر غلط فہمیاں ان مستشرقین کی پیدا کردہ ہیں جنہوں نے اس موضوع پر کام کیا ہے مثلاً جرمن عالم گولڈ تسمیر المتوفی ۱۹۲۱ء اور نولڈ یکی المتوفی ۱۹۳۰ء برطانی پروفیسر نکلسن المتوفی ۱۹۴۵ء اور پروفیسر آوبری جیسے افراد کی رائے ہے کہ تصوف اسلامی میں مسیحیت، نو افلاطونیت، بدھ مت اور ہندو مت وغیرہ کے نظرات کے بعض عناصر موجود ہیں مثلاً زہد و خانقاہی نظام وغیرہ (۲۲)

لیکن درحقیقت یہ محض ایک ظن ہے جو تصوف اسلامی کے اصل ماخذ سے لاعلمی کی وجہ سے پیدا ہوا ہے تصوف کے اصول تو قرآن وسنت سے ماخوذ ہیں اور یہ اسلام میں ابتداء ہی سے عملی صورت میں موجود تھا اور اس کا منبع قرآن وسنت ہیں، اور دوسرے علوم (مثلاً علم التفسیر، علم الفقہ، علم الحدیث وغیرہ) کی طرح اس نے علمی صورت زمانہ مابعد میں اختیار کی لہذا اس کو غیر اسلامی عناصر کا مجموعہ نہیں کہا جا سکتا اسی طرح تصوف پر ایک اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ یہ بدعی اور غیر اسلامی ہے کیوں کہ یہ لفظ عہد نبوی ﷺ اور عہد صحابہ میں نہیں تھا لیکن حقیقت یہ ہے کہ اگر اس اعتراض کو درست تسلیم کر لیا جائے تو پھر ہمیں یہ بھی درست تسلیم کرنا پڑے گا کہ جملہ علوم اسلامیہ مثلاً تفسیر، حدیث فقہ، ریاضی، علم الکلام وغیرہ بھی غیر اسلامی ہیں کیوں کہ ان کی اصطلاحات بھی تو آنحضرت ﷺ کے دور میں مروج نہ تھیں لیکن اسے کوئی بھی تسلیم کرنے کیلئے تیار نہیں۔

آئیے آپ کو حقیقت حال بتاتے چلیں کہ ان علوم میں سے کوئی علم بھی غیر اسلامی نہیں بلکہ اصل صورت حال یہ ہے کہ بارگاہ نبوت سے صحابہ کرام جن تعلیمات سے مستفیض ہوتے تھے ان میں علم تفسیر، حدیث، فقہ، اخلاق وغیرہ علوم کی یکجا تعلیم دی جاتی تھی لہذا صحابہ کرام بلند پایہ مفسر، محدث اور فقیہ اور واصل باللہ تھے اور وہ سب ایک ہی نام یعنی، صحابہ کے نام سے معروف تھے پھر دوسری صدی ہجری میں جب مسلمانوں نے مختلف علوم وفنون میں کوششیں کیں اور تحقیق کے بعد ان علوم وفنون پر کتابیں تالیف کیں اب یہاں سے اصطلاحات کا دور شروع ہوا جن حضرات نے قرآن کے مطالب پر تحقیق کی وہ مفسرین کہلائے جنہوں نے حدیث کے میدان میں کام کیا وہ محدثین کہلائے جنہوں نے فقہ کے میدان میں کام کیا وہ فقہاء کہلائے اور جن حضرات نے باطنی و روحانی اور تزکیہ نفس کا شعبہ سنبھالا وہ صوفیاء کے نام سے مشہور ہوئے اور ان عالی مرتبت حضرات کیلئے یہ لقب دوسری ہجری میں مشہور ہوا۔ چنانچہ علامہ القشیری المتوفی ۴۶۵ھ صاحب رسالہ قشیریہ فرماتے ہیں۔

''حضرت رسول اللہ ﷺ کی رحلت کے بعد جس لقب سے اس زمانہ کے افاضل یاد کیے جاتے تھے وہ ''صحابہ'' تھا کیوں کہ صحابیت سے بہتر کوئی فضیلت نہ تھی جن بزرگوں نے صحابہ کی صحبت اختیار کی تھی وہ ''تابعین'' کہلائے اور تابعین کے فیض یافتہ اپنے زمانہ میں ''تبع تابعین'' کہلائے ان تین ادوار کے بعد لوگ القاب کے بارے میں مختلف الرای ہو گئے چنانچہ جو لوگ کثر قسم کے مذہبی تھے ان کے دو نام زہاد اور عباد ہوئے اس کے بعد مختلف فرقے وجود میں آئے اور ہر فرقے نے اپنے زہد کا دعویٰ شروع کیا، چنانچہ اس چیز کو دیکھتے

ہوئے خواص اہلسنت نے جن کے قلوب خشیت الٰہی سے بھرپور تھے ابنائے زمانہ سے علیحدگی اختیار کر لی اور ان ہی کو ''صوفیا'' کے لقب سے یاد کیا جانے لگا اور یہ دو سو ہجری سے کچھ پہلے کی بات ہے'' (۲۳) اس طرح کی ملتی جلتی بات علامہ ابن خلدون نے بھی اپنے شہرہ آفاق ''مقدمہ ابن خلدون'' میں علم التصوف کے باب میں بیان کی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ تصوف اسلامی علوم شرعیہ میں سے ایک علم ہے اور صوفیہ کرام کے اوصاف وخصائص صحابہ کرام وتابعین و مابعد عظیم المرتبت اسلاف سے ماخوذ ہیں (۲۴)

اگر چہ مرور زمانہ کے ساتھ ساتھ اور مختلف نظریات وثقافت رکھنے والی اقوام کے اسلام میں داخل ہونے کے بعد کہیں اس چشمہ صافی میں کچھ غیر اسلامی تصورات واعمال اس طرح گھل مل گئے جس طرح دین اور دیگر امور معاشرت میں غیر اسلامی عناصر داخل ہو گئے تو یہ ایک استثنائی صورت ہے لیکن ہر دور میں ایسے صحیح صوفی پیدا ہوتے رہے جنہوں نے اس جھاڑ جھنکار کو الگ کر کے صحیح اسلامی تصوف لوگوں کے سامنے پیش کیا اور سچے اسلامی صوفی کبھی بھی حدود شرعیہ سے باہر نہیں نکلے (۲۵)

اگر چہ مرور زمانہ کے ساتھ ساتھ اور مختلف نظریات وثقافت رکھنے والی اقوام کے اسلام میں داخل ہونے کے بعد کہیں اس چشمہ صافی میں کچھ غیر اسلامی تصورات واعمال اس طرح گھل مل گئے جس طرح دین اور دیگر امور معاشرت میں غیر اسلامی عناصر داخل ہو گئے تو یہ ایک استثنائی صورت ہے لیکن ہر دور میں ایسے صحیح صوفی پیدا ہوتے رہے جنہوں نے اس جھاڑ جھنکار کو الگ کر کے صحیح اسلامی تصوف لوگوں کے سامنے پیش کیا اور سچے اسلامی صوفی کبھی بھی حدود شرعیہ سے باہر نہیں نکلے

تصوف کی ضرورت اور اہمیت

تصوف اسلامی دراصل دین کی روح و معانی یا کیف وکمال کا نام ہے جس کا کام باطن کو رذائل صفات مثلاً حقد، حسد، حب دنیا، حب جاہ، بخل، حرص، ریا عجب وغرور وغیرہ سے پاک کرنا اور اخلاق حمیدہ توبہ، صبر، شکر، خوف رجاء، خشوع و خضوع، زہد، توحید، حب الٰہی، حب رسول ﷺ، توکل، اخلاص، صدق، وغیرہ، جیسی صفات سے آراستہ کرنا ہے تاکہ توجہ الی اللہ پیدا ہو جائے اور یہی مقصود حیات ہے لہٰذا دین اسلام میں اس کی ضرورت واہمیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا بلکہ ہر حکم شرعی کو کمال تک پہنچانے کے لئے مسلمان تصوف کا محتاج ہے مثلاً ایک مسلمان ظاہری جملہ احکام و شرائط کو پیش نظر رکھ کر نماز ادا کرتا ہے لیکن اس میں نور قلب اور خشوع وخضوع نہیں اس کا جسم تو اللہ کے حضور میں ہے لیکن دل بازار میں ہے لہٰذا اس کی نماز اس مومن کی سی نماز کا مرتبہ کہاں حاصل کر سکتی ہے جس کی بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: قد افلح المومنون الذین ھم فی صلوٰتھم خاشعون (۲۶) بے شک وہ مومن کامیاب ہیں جو اپنی نماز میں خشوع وخضوع قائم رکھتے ہیں معلوم ہوا کہ شریعت کے احکام ظاہرۃ اور احکام باطنہ لازم وملزوم ہیں اور ایک دوسرے کی تکمیل کرتے ہیں۔

قرآن و حدیث اور تصوف

اگر قرآن وحدیث کا بالغور مطالعہ کریں تو معلوم ہوگا کہ شریعت مطہرہ کے اندر جن اعمال کے کرنے اور جن اعمال کے نہ کرنے کا حکم ہے وہ اعمال دو قسم کے ہیں بعض کا تعلق ظاہر بدن یا ظاہری چیزوں سے ہے مثلاً کلمہ پڑھنا، نماز ادا کرنا، زکوۃ دینا، روزہ رکھنا، حج کرنا والدین کی خدمت، اور جہاد وغیرہ ان اعمال کا تعلق ظاہر سے ہے اور بعض اعمال ایسے بھی ہیں جن کا تعلق باطن سے ہے جیسے ایمان وتصدیق، اللہ اور رسول کی محبت، عقائد صبر وشکر، توکل ورضا، اخلاص وغیرہ۔ چنانچہ قرآن میں جس طرح اعمال ظاہرۃ کو کرنے کا حکم ہے اس طرح اعمال، باطنہ کی بجا آوری کا بھی حکم ہے مثلاً ارشاد باری تعالیٰ ہے واقیموا الصلوۃ واتو الزکوۃ (۲۷) اسی طرح یا ایھا الذین امنو استعینوا بالصبر (ایمان والو صبر سے مدد لو) واشکرو اللّٰہ اور اللہ کا شکر بجالاؤ، موجود ہے اسی طرح ایک مقام پر اگر ''کتب علیکم الصیام (۲۹) (تم پر روزے فرض کئے گئے) اور للّٰہ علی الناس حج البیت (۳۰) پاؤ گے تو یا ایھا الذین آمنوا اتقو اللّٰہ (۳۱) (اے ایمان والو اللہ سے ڈرو) اور یحبھم و یحبونہ (۳۲) (وہ ان سے محبت کرتا ہے اور وہ اللہ سے محبت کرتے ہیں) جیسی آیات بھی دیکھو گے اسی طرح اگر قرآن میں تارک نماز و تارک زکوۃ کی مذمت ہے تو دوسرے مقام پر تکبر و عجب کی برائی بھی موجود ہے۔

اسی طرح اگر احادیث کا مطالعہ کریں تو جہاں نماز، روزہ، حج، زکوۃ، نکاح وطلاق وغیرہ کے ابواب ہیں تو وہاں صبر وشکر، اخلاص، ریا، تکبر وغیرہ کے بھی ابواب موجود ہیں، تو معلوم ہوا کہ اعمال ظاہرہ بھی شریعت کا جزو ہیں اور اعمال باطنہ بھی۔۔۔۔ ان اعمال باطنہ کو صوفیاء کرام نے تصوف یا طریقت کا نام دیا ہے قرآن وحدیث کی رو سے شریعت کے احکام ظاہری و باطنی دونوں پر عمل کرنا ضروری ہے اور یہ دونوں ایک دوسرے کو لازم وملزوم ہیں۔

صوفیاء کرام نے تصوف کی بنیاد کتاب، سنت پر رکھی

گذشتہ سطور میں یہ بات واضح ہو گئی ہے کہ تصوف ایک ایسا علم ہے جو اس حقیقت سے بحث کرتا ہے کہ شرعی احکام کو اس طرح ادا کرنا کہ جس طرح ان کی بجا آوری کا حق ہے۔ یہی تصوف اسلامی ہے اور جملہ صوفیہ کرام بلا استثناء اس پر متفق ہیں کہ اس علم کی بنیاد کتاب وسنت پر قائم ہے اور یہی اس کے اصل ماخذ ہیں۔ چنانچہ اس سلسلے میں درج ذیل سطور میں چند اقوال صوفیاء نقل کیے جاتے ہیں۔

(۱) حضرت سہل بن عبداللہ التستری فرماتے ہیں۔

ہمارے طریقے کے سات اصول میں یعنی کتاب اللہ کو مضبوطی سے پکڑے رہنا اور سنت رسول اللہ ﷺ کی پیروی، اکل حلال، اذیت رسانی سے رکے رہنا معصیتوں سے اجتناب توبہ اور حقوق کی ادائیگی (۳۳)

(۲) سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی المتوفی (۲۹۸ھ) فرماتے ہیں۔

علمنا هذا مقيد بالكتاب والسنة (۳۴) ہمارا یہ علم کتاب وسنت کے ساتھ مقید ہے۔

(۳) حضرت ابو یزید بسطامی المتوفی (۲۶۱ھ) فرماتے ہیں اگر تم کسی شخص کو کرامات والا دیکھو تو وہ ہوا میں اڑتا ہو تو دھوکے میں نہ آ جانا جب تک یہ نہ دیکھو کہ وہ امرونہی حفظ حدود اور پابندی شریعت میں کیسا ہے (۳۵)

(۴) حضرت شیخ عبدالقادر الجیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

ہمیشہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کو اپنے سامنے رکھو اور ان میں خوب غور وفکر کرو اور ان کے مطابق عمل کرو (۳۶)

(۵) حضرت شیخ عبدالحق المحدث الصوفی الدھلوی نے فرمایا:

"یہ ہماری کتنی غلط فہمی ہے کہ ہم تصوف کو قرآن وحدیث کے خلاف سمجھیں ہرگز نہیں ان میں کوئی اختلاف ومغایرت نہیں جو ایسے سمجھے وہ فرقہ باطنیہ سے تعلق رکھتا ہے صوفیاء سے ہرگز نہیں (۳۷)

(۶) حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

جو شخص صحیح طریقے پر شریعت پر قائم رہا اور سر مو تجاوز نہ کیا اس کا مرتبہ آگے بڑھتا ہے (۳۸)

(۷) صاحب قطب الارشاد نے تو فیصلہ کن بات ارشاد فرمائی:

"ہمیشہ سے علماء مفسرین ومحدثین فقہاء و متکلمین صوفیاء کرام کی تعظیم کرتے رہے اور ان کا اجماع ہے کہ محققین صوفیہ کا طریق کتاب وسنت پر قائم رہنا ہے (۳۹)

--------مصادر حواشی--------

(۱) دیکھئے الرسالۃ القشیریہ: ص ۱۲۸ التعرف للکلاباذی ص ۲۹ کتاب اللمع لابی نصر السراج: ص ۴۰

(۲) عوارف المعارف: ص ۶۱

(۳) آیت قرآنیہ للفقراء المهاجرين الذين اخرجوا من ديارهم الخ کی طرف اشارہ ہے۔

(۴) دیکھئے الرسالة القشيرية لابی القاسم القشیری:

(۵) کشف المحجوب للہجویری: ص ۳۵ طبع ایران

(۶) قرآن اور تصوف تصنیف ڈاکٹر میر ولی: ص ۸

(۷) عوارف المعارف: ص ۶۱

(۸) مقدمہ ابن خلدون: ص ۴۶۷

(۹) MYSTICS OF ISLAM

(۱۰) عوارف المعارف: ص ۷۵

(۱۱) رسالہ قشیریہ: ص ۱۲۷، العوارف: ص ۵۳

(۱۲) تذکرۃ الاولیاء شیخ فرید الدین عطار: ص ۲۳۹

(۱۳) رسالہ قشیریہ: ص ۱۳۸

(۱۴) نشاۃ التصوف البسیونی: ص ۱۹

(۱۵) تذکرۃ الاولیاء: ص ۱۶۹

(۱۶) نشاۃ التصوف، البسیونی: ص ۱۹

(۱۷) رسالہ قشیریہ: ص ۱۳۹

(۱۸) رسالہ قشیریہ: ص ۱۲۷

(۱۹) تفسیر ابن کثیر سورۃ القلم: ص ۱۲۔

(۲۰) آیہ کریمہ "يتلو عليهم آياته ويزكيهم ويعلمهم الكتاب والحكمة" (سورۃ آل عمران کی طرف اشارہ ہے)

(۲۱) الصحیح للبخاری: کتاب الایمان ج ۱ ص ۳۷۔

(۲۲) في التصوف الاسلامي و تاريخه: ابو العلا عفيفي ص ۱۵، ۳۳، ۴۳

(۲۳) رسالہ قشیریہ: ص ۹۲

(۲۴) مقدمہ ابن خلدون: ص ۴۶۷

(۲۵) ماہنامہ اقبال، اپریل، ۱۹۵۷ء مضمون تاریخ تصوف کا ہندی، یونانی اور اسلامی پس منظر، ابو اللیث صدیقی ص ۸۶

(۲۶) سورۃ المومنون آیۃ ۱-۲

(۲۷) سورۃ البقرۃ، آیۃ ۴۳

(۲۸) سورۃ آل عمران: آیۃ ۲۰۰

(۲۹) سورۃ البقرۃ: آیۃ ۱۸۳

(۳۰) سورۃ آل عمران: آیۃ ۹۷

(۳۱) آل عمران: آیۃ ۱۰۲

(۳۲) المائدۃ: ۵۴

(۳۳) الطبقات للسلمی: ۲۱۰

(۳۴) حلیۃ الاولیاء: ۱۰/ رسالہ قشیریہ ص

(۳۵) رسالہ قشیریہ: ص ۱۵

(۳۶) شرح فتوح الغیب للشیخ عبدالحق الدھلوی، ص ۱۶ المقالۃ ۳۶

(۳۷) مجمع البحرین ص ۶۰

(۳۸) شریعت وتصوف مولانا مسیح اللہ خان ص ۹

(۳۹) قطب الارشاد: ص ۵۳۴

ڈیکھا ہے جو کچھ میں نے

پاکستان میں این جی اوز کا کردار

اساس رپورٹ

استعمار کے کئی روپ ہیں کبھی وہ تجارت کے بہانے ایسٹ انڈیا کمپنی کے حوالے سے برصغیر پاک و ہند پر قبضہ کرتا ہے کبھی شریف مکہ کو دھوکہ دے کر سلطنت عثمانیہ کو توڑ دیتا ہے کبھی امداد کے بہانے خلیج میں داخل ہوتا ہے اور سعودی عرب کے قدرتی وسائل کو گھیرے میں لے لیتا ہے کبھی وہ جاسوسی کے لئے جال بچھا دیتا ہے این جی اوز اس کی مثال ہیں کہنے کو غیر سرکاری تنظیمیں ہیں مگر سرکاری تنظیموں سے زیادہ فعال ہیں جس علاقے میں داخل ہوتی ہیں اس کے بارے میں مکمل معلومات اپنے غیر ملکی آقاؤں کو بہم پہنچاتی ہیں۔

اس وقت صورتحال یہ ہے کہ پوری دنیا میں پانچ کروڑ کی تعداد میں این جی اوز اپنا کھیل کھیل رہی ہیں افغانستان میں ان کی تعداد 4500 ہے پاکستان میں 30.000 جبکہ صرف صوبہ پنجاب میں یہ 5967 کی تعداد میں موجود ہیں جن میں سے صرف 1941 این جی اوز پر پابندی لگائی گئی پاکستان میں ان غیر سرکاری تنظیموں کو عالمی بینک اور آئی ایم ایف کی پالیسیوں سے بھی پنپنے کا موقع ملا۔ ان عالمی مالیاتی اداروں نے پاکستان کی معیشت کو قرضوں کی معیشت میں تبدیل کر دیا اور پھر اس سے پیدا شدہ مسائل کے حل کے لئے ان تربیت یافتہ این جی اوز کو قوم پر مسلط کر دیا پاکستان میں اس وقت یہ این جی اوز جو کردار ادا کر رہی ہیں اس کا مختصر سا جائزہ پیش خدمت ہے۔

یہ NGOS مسلم معاشرے میں مذہب سے بیزاری اور عیسائیت کا پرچار کر رہی ہیں صوبہ سرحد کی ان تنظیموں نے 1980ء سے 1989ء تک افغان مہاجرین سے برائے نام ہمدردی کے طور پر دفاتر کھول دیے دو تین سال کی مدت تو مہاجرین کی نفسیات کا مطالعہ کرنے پر صرف کی 1986ء تک ان اہلکاروں نے پشتو اور فارسی زبان سیکھی جن لوگوں نے پشتو زبان سیکھ لی ان میں 2000 یہودی اور اسرائیلی باشندے بھی شامل تھے 1985ء میں بعض NGOS نے مختلف گروپوں کو انفرادی طور پر پیسہ اور اسلحہ فراہم کرنا شروع کر دیا اور مختلف تنظیموں کے اندر جاسوسی کا ایک مضبوط نیٹ ورک ترتیب دیا۔

1958ء سے 1992ء میں ان تنظیموں نے صوبہ سرحد، بلوچستان اور افغانستان کے بعض صوبوں میں لوگوں کو عیسائی بنانے کا پروگرام شروع کیا 1990ء سے 1994ء تک مختلف تنظیموں کو بے پناہ اسلحہ فراہم کر دیا گیا جس کی وجہ سے 4 سال تک افغانستان میں شدید خانہ جنگی ہوئی اور ہزاروں افراد مارے گئے۔ دوسری طرف کیمپوں کے اندر نوجوان نسل میں ان NGOS نے عیسائی مذہب کی کتب تقسیم کرنا شروع کر دیں اور مقامی عیسائیوں کی مدد سے ان تنظیموں نے ہزاروں افغانوں کو یوکرائن کے راستے یورپ بھیج دیا اور انہیں وہاں عیسائی بنا دیا گیا۔

ان غیر سرکاری تنظیموں کی ایک بڑی تعداد غیر ملکی سفارت خانوں سے کروڑوں روپے فنڈ لے کر ان کے لئے ہر شعبہ زندگی سے متعلق رپورٹیں مرتب کرتی ہیں بلکہ بعض تو ان ممالک کے لئے جاسوسی کرتی ہیں ہر حکومتی شعبے کے خلاف تحقیری رپورٹیں ان ممالک کو ارسال کرتی ہیں مثلاً وطن عزیز پاکستان میں چائلڈ لیبر کے مسئلے کو بہت اچھالا ہے پاکستان میں فٹ بال یا اس جیسی دوسری صنعتیں جو کچھ سالوں سے کافی ترقی کر رہی تھیں ان این جی اوز نے چائلڈ لیبر کے مسئلے کو اس قدر ہوا دی ہے کہ یہ صنعتیں تباہی کے دہانے پر پہنچ گئیں، کیونکہ ان صنعتوں میں زیادہ تر بچے کام کرتے ہیں منڈی کو غیر ملکی اشیاء کی فراوانی سے بچانے کے لئے انسانی حقوق کا نام بار بار لیا جاتا ہے امریکہ میں بھی پاکستان کی مصنوعات پر اس لئے پابندی لگا دی گئی کہ پاکستان میں بچوں سے

مشقت لی جاتی لیکن در پردہ پاکستانی اشیاء کی منڈی میں مقبولیت کے ڈر سے یہ اقدام کیا گیا ورنہ چائلڈ لیبر پر بات کرنے والی این جی اوز بھی صرف ترقی یافتہ ممالک کے بچوں کی ہی بات کرتی ہیں حالانکہ بچے دوسرے کئی ممالک میں بھی کام

دینی مدارس بھی NGOS کے منفی پراپیگنڈے کا شکار ہیں۔ وقت کی پکار ہے کہ حکومتی سطح پر طلبہ کے لئے جہاد کی تربیت کا انتظام ہو اور ان میں جذبہ جہاد کو پروان چڑھایا جائے حکومتیں تو اس کام میں کوئی دلچسپی نہیں لے رہیں

پاکستان میں این جی اوز کے ذریعے مذہب سے بیزاری اور عیسائیت کا پرچار کیا جا رہا ہے

انسانی حقوق کے سرخیل، امریکہ میں 1992ء کے دوران 30 لاکھ بچے ایذا رسانی کا شکار ہوئے اور 2611 بچے جان سے ہاتھ دھو بیٹھے

ان نئی تنظیموں نے مقامی عیسائیوں کے تعاون سے افغان کیمپوں سے ہزاروں افراد کو یوکرائن کے راستے، یورپ بھیجا، جہاں انہیں عیسائی بنا دیا گیا

کرتے ہیں وہاں بھی بچوں کے ساتھ ناروا سلوک ہوتا ہے انہیں جسمانی اذیتیں دی جاتی ہیں ایک امریکی کمپنی (جو بچوں کو ایذا رسانی سے بچانے کے لئے قائم کی گئی) کی رپورٹ کے مطابق 1992ء میں امریکہ کے بعض علاقوں میں 30 لاکھ بچے ایذا رسانی کا شکار ہوئے جن میں 2611 بچے جان سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ کمپنی نے اپنی رپورٹ میں بچوں کو بے تحاشا مارنے پیٹنے، جنسی جارحیت کا نشانہ بنانے، کاشتکاری میں زیادہ محنت کرنے، امریکہ کے بڑے شہروں میں غیر اخلاقی ماحول، خاندانی جھگڑوں کا ذکر کیا ہے اور بتایا ہے کہ کس طرح سے بچوں کو ذہنی اور جسمانی اذیتیں دی جاتی ہیں۔

ظلم کی انتہا تو یہ ہے کہ امریکہ جیسے انسانی حقوق کے علمبردار ملک میں (Hoad to have a sex with a Kid) جیسی کتاب شائع ہوئی اور ہماری کسی این جی اوز کو اس کے خلاف احتجاج کرنے کی توفیق نہ ہو سکی۔

لیکن اگر اس کا کچھ اہتمام دینی مدارس کی طرف سے ہو بھی رہا ہے تو ان NGOS کو کھٹکتا ہے اور یہ ہمارے دینی مدارس کو دہشت گردی کے اڈے قرار دیتی ہیں یہ غیر سرکاری تنظیمیں بیرونی اشاروں پر تعلیمی اداروں کو سیکولرازم اور لادینیت کی طرف دھکیلنے کے منصوبے پر عمل پیرا ہیں۔ دینی مدارس پر حالیہ پابندی کا غلغلہ انہی NGOS کا شاخسانہ ہے پاکستان کا ایٹمی پروگرام بھی NGOS کے حملوں سے محفوظ نہیں ہے پاکستان اگر ملت اسلامیہ میں عظیم ایٹمی قوت بن کر ابھرا ہے تو ایک محب وطن پاکستانی کبھی بھی اس کے خلاف ایک لفظ نہیں کہے گا۔ تکلیف صرف ان غیر ملکی آلہ کار این جی اوز کو ہوئی جو اپنے آقاؤں کو خوش کرنے کے لئے اس عظیم کارنامے پر اس

طرح کا قابل نفرین کام کرتی ہیں۔

ہماری بہت سی تنظیمیں جو انسانی حقوق کی علمبردار ہیں کیا کبھی وہ کشمیر، بوسنیا، چیچنیا، عراق اور کسووا جیسے ممالک میں ہونے والے انسانیت سوز مظالم کے خلاف بولیں؟ لیکن وطن عزیز میں ان کے منفی پروپیگنڈہ کا سلسلہ جاری ہے کبھی خواتین کے حقوق کے نام پر اور کبھی اقلیتوں کے حقوق کے تحفظ کے عنوان سے یہ سرگرم عمل ہیں اس ضمن میں ہیومن رائٹ کی صدر عاصمہ جہانگیر اور ان کی ساتھیوں نے اپنے حالیہ دورِ بھارت میں جو گل کھلائے ہیں وہ ان کے تمام عزائم کو افشا کئے دے رہے ہیں سر عام بھنگڑے ڈالے جا رہے ہیں بھارتی فوجیوں کو مٹھائی کھلائی جا رہی ہے پاکستان کے ازلی دشمن کے ساتھ یہ برتاؤ آخر کس چیز کو ظاہر کر رہا ہے؟ یقیناً ان کی پاکستانی اور اسلام دشمنی کو۔

چائلڈ لیبر کے خلاف مہم کی آڑ میں کئی صنعتوں کو تباہی کے دہانے پر پہنچا دیا گیا

پاکستان میں کارپٹ انڈسٹری سیالکوٹ، کاٹن، ہیوی مشینری اور زرعی اجناس پر بچوں سے مشقت لینے کے الزام پر انہیں یورپی منڈی تک پہنچنے نہیں دیا کیوں کہ ان کا خیال ہے کہ اگر اسلامی ممالک کی مصنوعات کو یورپی منڈی اور مارکیٹ میں متعارف کروایا گیا تو یورپ کی منڈی اور انڈسٹری متاثر ہو جائے گی ہمارے چاول اور کارپٹ کو ناقص قرار دے کر یورپی منڈیوں میں داخل نہیں ہونے دیا گیا اور اپنے مال کو ہماری منڈی میں گراں قیمت پر فروخت کرنا شروع کر دیا جن لوگوں نے ان NGOS میں ملازمت اختیار

کر لی، انہوں نے اس خطے میں بیچارو کلچر کو متعارف کروایا اور فوجی رازوں کے بدلے کروڑوں روپے حاصل کئے کثیر القومی صنعتی کارپوریشنوں (Industrial Corporations Multinational) نے NGOS کی مدد سے پاکستان کے میڈیا پر قبضہ کرایا اور پاکستان ٹیلی ویژن پر اشتہارات کا ریٹ بڑھا دیا۔ مثلاً سگریٹ، ڈٹرجنٹ، پاؤڈر بسکٹ اور دیگر مصنوعات کے اشتہارات ٹی وی پر چھائے ہوئے ہیں۔

اقوام متحدہ کے ذیلی ادارے یونیسیف کی ڈپٹی ڈائریکٹر مارجی نوبلین نے حال ہی میں اپنے ادارے کی ایک رپورٹ جاری کرتے ہوئے خبردار کیا ہے کہ نئی صدی میں ''ایڈز'' کا مرض سب سے زیادہ اہمیت کا حامل ہوگا۔

گذشتہ دنوں یونیسیف اور ایک غیر سرکاری تنظیم میسج (Message) کے زیر اہتمام مدینتہ الاولیاء ملتان کے کلمہ چوک میں ایڈز کے خلاف ایک مظاہرہ کیا گیا اس کی تصویر میں درجنوں معصوم بچے ہاتھ بلند کئے غالباً ایڈز کے خلاف نعرے لگاتے اور ایک بڑا بینر تھامے ہوئے نظر آ رہے ہیں اس بینر پر درج ہے ''کنڈوم کا استعمال ایڈز سے بچاؤ''

روزنامہ نوائے وقت نے یہ تصور ''ثناخوان تقدیس مشرق کہاں ہیں؟'' کے عنوان سے شائع کی (2 دسمبر 1999)

سوچنے کا مقام ہے کہ یہ مذکورہ تنظیم میسج ان بچوں کو استعمال کرتے ہوئے آخر کیا Message عوام کو دینا چاہتی ہے؟

یہ سب کچھ ایک سوچی سمجھی منصوبہ بندی کا نتیجہ ہے یہ قاہرہ کانفرنس (منعقد 1994ء اور بیجنگ کانفرنس 1995ء کے ایجنڈے کو دنیائے عالم پر مسلط کرنے کی ایک گھناؤنی سازش ہے جس کے لئے ان NGOS کو استعمال کیا جا رہا ہے۔

ہمارے تعلیمی اداروں خصوصاً کالجز میں یہ

(NGOS)

Sex Medical Education یا Education

کی آڑ میں ایک ایسے معاشرے کے فروغ کے لئے کوششیں کر رہی ہیں جس میں بے چینی کے سوا کچھ نہیں

1995ء میں امریکا کی خاتون اوّل مسز ہل کلنٹن نے پاکستان کے تفصیلی دورے کے موقع پر اسلام آباد میں ایک کالج کی طالبات سے گفتگو کے دوران امریکی معاشرے کی ایک بنیادی خرابی کی طرف بڑی جرات سے اشارہ کرتے ہوئے کہا تھا کہ:

''امریکا کی نوجوان لڑکیوں کا سب سے بڑا مسئلہ قانونی طور پر منعقدہ شادی سے قبل ہی ماں بن جانا ہے''

(روزنامہ جنگ 25 مارچ 1995ء)

انہوں نے اس موقع پر بڑے واضح الفاظ میں مزید کہا تھا کہ: ''چونکہ پاکستان میں مذہبی روایات کا احترام ابھی تک موجود ہے اس لئے یہاں مسائل بھی کم ہیں اور جو ہیں وہ دراصل خواندگی شرح انتہائی کم ہونے کے سبب پائے جاتے ہیں''

اب خرابیوں کے مجموعے پر مشتمل مغربی معاشرتی اقدار کو پوری دنیا پر نافذ کر دینے کا مطالبہ بگڑی ہوئی خواتین کی جانب سے بیجنگ کانفرنس میں سامنے لایا گیا اور انہی خطوط پر کام کرتے ہوئے آج کل یہ NGOS پاکستان سمیت تمام مسلم دنیا میں اسی معاشرے کے قیام کے لئے کوشاں ہیں جن سے مغرب خود بیزار ہے۔

''انسانی حقوق'' اور ''حقوق نسواں'' جیسے پرکشش لیبلوں کے ساتھ یہ غیر سرکاری تنظیمیں شعائر اسلامی کو مذاق کا ہدف بنا رہی ہیں قرآن و حدیث کے احکام کا مذاق اڑانا اور مذہبی روایات کی دھجیاں بکھیرنا ان کے مقاصد ہیں اور وہ بہت منصوبہ بندی کے ساتھ یہ کام کر رہی ہیں اور ہمارے تعلیمی ادارے اور پھر ہماری نوجوان نسل ان کا بڑا ٹارگٹ ہیں۔ ایسے میں ہماری مسلمانہ ذمہ داریاں کئی گناہ بڑھ جاتی ہیں جن کا ادراک بے حد ضروری ہے۔

ان حالات کے پیش نظر، یہ NGOS ہمارے قومی نظریے اور قومی سلامتی کے لئے خطرہ بنی ہوئی ہیں بعض NGOS ایسی بھی ہیں جو ملکی مفادات اور عوامی فلاح و بہبود کے لئے بھرپور کام کر رہی ہیں لیکن عام تاثر یہی ہے کہ مغربی ممالک نے NGOS کے ذریعے جاسوسی کا ایک مضبوط نیٹ ورک قائم کیا ہے اور حکومت کی کوئی بھی بات ان سے چھپی ہوئی نہیں ہے کیونکہ زیادہ تر NGOS کو بیوروکریٹس کی بیگمات ہی چلا رہی ہیں ان اداروں نے گزشتہ پانچ برسوں سے پاکستان کے ہر شعبے کے بارے میں غیر ملکی سفارت خانوں کو منفی رپورٹیں دی ہیں اس لئے ان پر پابندی کا مطالبہ ہر محب وطن پاکستان کا جائز حق ہے۔

-0-0-0-0-0-0-0-0-

مجاھدین لشکرِ اسلام کی کامیاب کروائی

رپورٹ: پیر سید شاھد حسین شاہ

(۱) اہل سنت و جماعت کے متفقہ لشکرِ اسلام کے مجاہدین وادی کشمیر میں کشمیری مسلمانوں کے حقوق کی جنگ لڑ رہے ہیں۔ جمعرات اور جمعہ کی درمیانی شب 4 مجاہدین نے فدائی کاروائی میں حصہ لیتے ہوئے تحصیل سرنکوٹ میں بھارتی کیمپ پر حملہ کر کے بھارتی فوج کے پرخچے اُڑا دیئے۔ بھارتی فوج نے مجاہدین کی کاروائی کے بعد علاقے کا محاصرہ کرلیا۔ مجاہدین نے 4 گھنٹے مقابلہ کر کے بھارتی فوج پسپا ہونے پر مجبور کر دیا۔ بھارتی کیمپ پر مجاہدین کا قبضہ ہوا۔ مجاہدین لشکر اسلام کی کامیاب فدائی کاروائی کی خبر ملتے ہی ملک بھر میں قائم لشکرِ اسلام کے یونٹوں میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ علامہ لیاقت حسین اظہری نے مٹھائی تقسیم کی۔

(۲) مجاہدینِ لشکر اسلام کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے حضرت علامہ سید مظہر سعید کاظمی شاہ صاحب نے فرمایا ''عالم کفر کا علاج جہاد سے ممکن ہے۔ مجاہدینِ لشکر اسلام کا کام اخلاص کی بنیاد پر شروع ہوا ہے۔ انشاء اللہ ضرور کامیابی ہوگی۔

(۳) علامہ لیاقت حسین اظہری نے اس بات کا عزم کیا کہ مجاہدینِ لشکر اسلام کشمیر کی مکمل آزادی تک دینی جدوجہد جاری رکھیں گے۔ ہم بھارتی فوج کو کشمیر سے فرار ہونے پر مجبور کر دینگے ورنہ جہنم ان کا مقدر ہے۔

(۴) مجاہدینِ لشکر اسلام کی کاروائی کو مغربی ذرائع ابلاغ نے خصوصی طور پر نشر کیا۔ بی۔ بی۔ سی۔ لندن نے اس کاروائی کی خبر نشر کرنے کے بعد اس کا تعارف بھی کرایا۔

(۵) علامہ سید تراب الحق شاہ صاحب نے فرمایا، اہل سنت نے ہر سطح پر کفار یہود و نصاریٰ و مشرکین کا مقابلہ کیا اور جب چاہیں دشمن کو نیست و نابود کر سکتے ہیں۔ مجاہدین لشکرِ اسلام نے ثابت کر دیا کہ وہ خالد بن ولید اور محمد بن قاسم کے جانشین ہیں۔

(۶) علامہ سید ریاض حسین شاہ صاحب نے فرمایا مجاہدین لشکر اسلام کی کاروائی نے اہل سنت کے سر فخر سے بلند کر دیئے۔ ہم حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ فوری طور پر جہاد کا اعلان کر دیا جائے۔ جماعت اہل سنت پاکستان تمام سنی جہادی تنظیموں کو قدر کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔

(۷) الحاج حنیف طیب صاحب نے فرمایا۔ کشمیر کے جہاد میں سنیوں کا کردار نمایاں ہے۔ 99 فیصد کشمیری سنی ہیں۔ عملاً جہاد اہل سنت کر رہے ہیں۔

اپیل

تمام اہل سنت کی خدمت میں گزارش ہے کہ اپنی عید کی خوشیوں میں مجاہدین کشمیر کو بھی یاد رکھیں اور فطرانہ وصدقات وزکوۃ وغیرہ سے ان کی مالی اعانت فرمائیں۔ نوجوان جہادی ٹریننگ کے لئے لشکرِ اسلام سے رابطہ کریں۔

مسئلہ زیارتِ قبور

احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں

مولانا محمد کاشف خان مدنی

حضور علیہ السلام کی قبر انور کی زیارت!

حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ جس شخص نے حج کیا اور میرے وصال مبارک کے بعد میری قبر کی زیارت کی گویا اُس نے میری زندگی

> حضور علیہ السلام نے فرمایا" جس شخص نے حج کیا اور میرے وصال مبارک کے بعد میری قبر کی زیارت کی گویا اُس نے میری زندگی میں میری زیارت کی۔ مشکوۃ ص ۲۸۹، کنز العمال ج ۸۔ ص ۹۹، دار قطنی ج ۲۔ ص ۲۷۹،

میں میری زیارت کی۔ مشکوۃ ص ۲۸۹، کنز العمال ج ۸۔ ص ۹۹، دار قطنی ج ۲۔ ص ۲۷۹، جس نے میری قبر کی زیارت کی اُس کے لئے میری شفاعت واجب ہوگئی۔ دار قطنی ج ۲۔ ص ۲۸۰، کنز العمال ج ۸۔ ص ۹۹، حدیث اوّل بیہقی ج ۵ ص ۲۴۶ پر بھی ہے۔

حضور علیہ السلام کا حکم مبارک

حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ قبروں کی زیارت سے میں نے تمہیں منع کیا تھا۔ (اب میں تمہیں اجازت دیتا ہوں) تم قبروں کی زیارت کیا کرو۔ مسلم شریف ج ۱۔ ص ۳۱۴، ترمذی ج ۱۔ ص ۱۲۵، ابوداؤد ج ۲۔ ص ۱۰۵، مشکوۃ ص ۱۵۴، نسائی ج ۱۔ ص ۲۸۵، مستدرک ج ۱۔ ص ۳۷۷، بیہقی ج ۴۔ ص ۷۷، کنز العمال ج ۸۔ ص ۹۸، قبروں کی زیارت کیا کرو اس لئے کہ یہ آخرت یاد دلاتی ہیں۔ ترمذی ج ۱۔ ص ۱۲۵، کنز العمال ج ۸۔ ص ۹۸، مستدرک ج ۱۔ ص ۳۷۷، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبور کی زیارت کی اجازت دی۔ بیہقی ج ۴۔ ص ۷۷

حضور علیہ السلام کا عمل مبارک

حضور علیہ السلام نے اپنی والدہ ماجدہ کی قبر انور کی زیارت کی اور (اُن کی یاد میں) وہاں اتنا روئے کہ کبھی اتنا نہ روئے تھے۔ مستدرک ج ۱۔ ص ۳۷۵، حضور علیہ السلام شُہداء کی قبور پر مع صحابہ جایا کرتے تھے، ابوداؤد ج ۱۔ ص ۲۷۹، بیہقی ج ۵۔ ص ۲۴۹، آپ صلی اللہ علیہ وسلم مع صحابہ ہر سال شہداء کی قُبور کی زیارت کے لئے جایا کرتے تھے البدایہ والنہایہ ج ۴۔ ص ۴۵، حضور علیہ السلام قبرستان جا کر السلام علیکم کہتے تھے۔ مشکوۃ ص ۱۵۴۔

قبرستان میں جوتے سمیت جانے کی ممانعت

حضور علیہ السلام نے ایک آدمی کو قبروں کے درمیان جوتے سمیت دیکھا تو فرمایا۔ کہ اُسے اُتار دے نسائی ج ۱۔ ص ۲۸۷، ابوداؤد ج ۲ ص ۱۰۴، ابن ماجہ ص ۱۱۱۳ امام ابن ماجہ نے باب باندھا ہے۔ ماجاء فی خلع النعلین فی المقابر۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا عمل مبارک

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ اپنے بھائی عبدالرحمٰن بن ابوبکر کی وفات کے بعد اُن کی قبر کی زیارت کے لئے تشریف لے گئیں۔ ترمذی ج ۱۔ ص ۲۰۳، مشکوۃ ص ۱۴۹، مستدرک ج ۱۔ ص ۳۷۶، حضرت

عائشہ حضور علیہ السلام اور حضرت ابوبکر وعمر رضوان اللہ علیہم کی قبور کی

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ اپنے بھائی عبدالرحمٰن بن ابوبکر کی وفات کے بعد اُن کی قبر کی زیارت کے لئے تشریف لے گئیں۔ ترمذی ج ۱۔ص ۲۰۳، مشکوٰۃ ص ۱۴۹، مستدرک ج ۱۔ص ۳۷۶۔

زیارت کے لئے تشریف لایا کرتی تھیں۔ مشکوٰۃ ص ۱۵۴، مسند امام احمد ج ۶۔ص ۲۰۲، مجمع الزوائد ج ۹۔ص ۴۰، اشعۃ اللمعات ج ۱۔ص ۲۰۷۔

حضرت فاطمہ کی زیارت قبور کرنا

حضرت فاطمہ حضرت حمزہ کی قبر کی زیارت کے لئے ہر جمعے تشریف لے جاتی تھیں۔ مستدرک ج ۱۔ص ۳۷۷۔

مزید احادیث

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبرستان جاکر السلام علیکم کہنے کا حکم دیا، مسلم شریف ج ۱۔ص ۳۱۴، مزید فرمایا کہ جب بھی کوئی اپنے مسلمان بھائی جس کو وہ دنیا میں پہچانتا تھا۔ کی قبر کے پاس سے گزرتا ہے اور سلام کہتا ہے تو وہ اس کے سلام کا جواب دیتا ہے۔ (مختصراً) تفسیر ابن کثیر ج ۴۔ص ۴۳۸، مزید فرمایا اگر دُنیا میں صاحب قبر سے واقفیت تھی تو صاحب قبر سلام کہنے والے کو پہچان بھی لیتا ہے۔ اور سلام کا جواب دیتا ہے۔ کتاب الروح ص ۵ از ابن قیم وہابی، نیل الاوطار ج ۴۔ص ۲۸۳، از قاضی شوکانی وہابی، سراج منیر ج ۴۔ص ۲۱۷، حضور علیہ السلام ایک شہید کی میت کے قریب تشریف فرما ہوئے اور فرمایا۔ لوگوان کی زیارت کیا کرو۔ خُدا کی قسم جواُن کو سلام کہتا ہے یہ اس کا جواب دیتے ہیں۔ طبقات ابن سعد ج ۳۔ص ۱۲۱، شرح الصدور ص ۵۴، مستدرک ج ۲۔ص ۲۴۸، حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ فرمایا کہ جب کوئی کسی مُسلمان کی قبر کی زیارت کرتا ہے جتنی دیر وہ وہاں رہتا ہے صاحبِ قبر اس سے اُنس حاصل کرتا ہے۔ تفسیر ابن کثیر ج ۳۔ص ۴۳۸ کتاب الروح ص ۵۔

صحابہ کرام کا عمل مبارک

حضرت عثمان غنی کسی بھی قبر پر تشریف رکھتے تو بہت روتے حلیۃ الاولیاء ج۔ص ۶۱، حضرت عمر نے معاذ بن جبل کو حضور علیہ السلام کی قبر انور کے نزدیک روتے دیکھا۔ حلیۃ الاولیاء ج ۱۔ص ۵۰، حضرت

ابوایوب انصاری قبر انور کی زیارت کے لئے آئے، مستدرک ج ۴۔ص ۵۱۵، مجمع الزوائد ج ۴۔ص ۵، مسند امام احمد ج ۵۔ص ۴۲۲، حضرت عمر کے دور میں قحط پڑ گیا صحابی قبر انور پر حاضر ہوئے اور بارش کے لئے دعا کی، گذارش کی، فتح الباری ج ۲۔ص ۴۹۵، البدایہ والنھایہ ج ۷۔ص ۹۴، جذب القلوب ص ۲۲۸ مصنف ابن ابی شیبہ ج ۲۔ص ۳۲، الاستیعاب ج ۲۔ص ۴۶۴، الکامل فی التاریخ ج ۲۔ص ۳۹۰، وفاء الوفاء ص ۳۷۴، قرۃ العینین ص ۱۹، حضرت ابوبکر صدیق نے وصیت فرمائی کہ میرے وصال کے بعد میری میت کو قبر انور کے پاس لے جانا، حجرہ مبارک کے باہر رکھ کر اجازت مانگنا ایسا ہی کیا گیا، اندر سے آواز آئی دوست کو دوست کے ساتھ جلد ملا دو۔ تفسیر کبیر ج ۲۱۔ص ۸۷، خصائص الکبریٰ ج ۲۔ص ۴۵۸، شواہد النبوت ص ۲۴۸، نزہتہ المجالس ج ۲۔ص ۳۰۰، سیرت حلبیہ ج ۲۔ص ۴۸۸، جمال الاولیاء ص ۲۹ از تھانوی دیو بندی، تکریم المومنین ص ۲۷ از نواب وہابی حضرت ابن عمر بھی شہداء کی قبور کی زیارت کے لئے گئے ابوداؤد ج ۱۔ص ۲۷۹ عطاف بن خالد کی خالہ شہداء بالخصوص حضرت حمزہ کی قبور پر گئیں۔ سلام کیا جواب پایا۔ اُن کا بیان ہے کہ میں نے قبر کے پاس نوافل پڑھے۔ البدایہ والنھایہ ج ۷۔ص ۴۵۔

قبر کی زیارت سے منع نہ فرمایا

ایک عورت قبر کے نزدیک رو رہی تھی۔ فرمایا۔ صبر کر

(بخاری ج ۱۔ص ۱۷۱)

فرشتوں کی قبر انور پر حاضری

حضرت کعب نے فرمایا کہ ہر صبح فجر کے وقت ستر ہزار فرشتے اُترتے ہیں اور ہر رات بھی ستر ہزار فرشتے اُترتے ہیں اور قبر انور کی زیارت کرتے ہیں اور درود شریف پڑھتے ہیں۔

(تفسیر ابن کثیر ج ۳ ص ۵۱۷)

قبر پر ختم پڑھنا

حضرت علاء نے اپنے صاحبزادے کو وصیت کی کہ جب تم مجھے دفن کردو، تو میرے سرہانے کی طرف سورۃ البقرہ کا اوّل پڑھنا، اور اسی کی آخری آیات بھی، بیہقی ج ۴۔ص ۵۶، اسی بات کے ثبوت کے لئے مشکوٰۃ ص ۱۴۹ پر حضور علیہ السلام کا فرمان ملاحظہ ہو۔

قبر پر اہل قبر کے لئے ایصال ثواب

حضور علیہ السلام نے سعد بن معاذ کی قبر پر تشریف فرما ہو کر اہلِ قبر کے لئے استغفار اور تکبیریں کہیں فرمایا۔ ہمارے ایسا کرنے سے اللہ نے اس کی قبر کو کشادہ فرما دیا، مشکوٰۃ ص ۲۶، مسند امام احمد ج ۲ ص ۳۶۰۔

میت کے لئے دعائے مغفرت

عبید بن عامر کے انتقال کے بعد حضور علیہ السلام نے ان کے لئے دُعائے مغفرت کی۔ مسلم ج ا ص ۳۰۳، اس کے بعد دُوسرے صحابہ کے لئے دُعائے خیر کی۔ مسلم ج ا ص ۳۰۳۔

قبر پر سبز چیز رکھنا

حضور علیہ السلام نے کھجور کی ٹہنی کے دو ٹکڑے کر کے دو قبروں پر رکھے۔ بخاری ج ا ص ۱۸۴، مسلم ج ا ص ۱۴۱، ترمذی ج ا ص ۲۱، ابوداؤد ج ا ص ۴، نسائی ج ا ص ۶، التذکرہ ج ا ص ۹۶، آثار سنن ج ا ص ۲۴، مشکوٰۃ ص ۴۲،

قبر پر چادر کا ثبوت

محمد بن ابوبکر نے حضرت عائشہ کی خدمت میں حاضر ہو کر قبر انور کی زیارت کرانے کی گذارش کی۔ تو حضرت عائشہ نے تینوں قبور سے اُچھاڑ (چادر) ہٹا کر قبور کی زیارت کرائی، ابوداؤد ج ۲ ص ۱۰۳، مشکوٰۃ ص ۱۴۹، حضرت فاطمہ کی قبر پر کپڑے کا اُچھاڑ چڑھایا گیا۔ المغرب ج ۲ ص ۲۱۷۔

وہابی علماء سے تائید

غیر مقلدین کے قاضی شوکانی لکھتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ قبور کی زیارت کیا کرو کہ یہ آخرت یاد دلاتی ہے۔ نیل الاوطار میں مزید لکھتے ہیں کہ تمام احادیث میں قبور کی زیارت کے لئے جانا شرعی ثابت ہوا۔ اور نہ زیارت کرنے کی احادیث منسوخ ہو گئیں۔ نیل الاوطار ج ۴ ص ۱۱۷، جمعیت اہل حدیث کے امیر ساجد میر نے امام المحدثین امام بخاری کی قبر پر حاضری دی اور فاتحہ پڑھی۔ ہفت روزہ تصویر پاکستان ۱۹/ مارچ ۱۹۹۳ء وہابیہ کے صادق سیالکوٹی نے حضور علیہ السلام کی حدیث قبور کی زیارت کیا کرو اور زیارت قبور کی مسنون دُعا نقل کی ہے۔ نماز جنازہ ج ۶۳ ص ۶۲،

مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری!

قارئین کرام زیارت قبور کے جواز کے دلائل سینکڑوں کتب حدیث میں موجود ہیں۔ خوف طوالت سے بچتے ہوئے ہم اُن ہی دلائل پر اکتفا کرتے ہیں۔ خُدا مخالفین کو بھی ہدایت عطا فرمائے۔ آمین۔

قادیانیوں کی سرگرمیاں

ملک محمد یوسف نور کوٹ

گوجرانوالہ ڈویژن کے بعض اضلاع میں قادیانیوں کی ''اندر گراؤنڈ'' سرگرمیوں میں تشویشناک حد تک اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ سادہ لوح مسلمانوں کو ''مرتد'' بنانے کی تحریک زور پکڑ گئی اور ڈش پر سے مرزا طاہر کی ہدایت کیمطابق ''مربی'' اور ''امیر'' ایک مرتبہ پھر متحرک ہو گئے۔

ذرائع کیمطابق قادیانی جو 12/ اکتوبر 99 کو آئین معطل ہونے کی خوشی میں ''چوہوں'' کی طرح بلوں سے باہر نکل آئے تھے اب اسلامی دفعات کے پی سی او میں شامل ہونے کے بعد ایک دفعہ پھر ''زیر زمین'' جا کر دیمک کی طرح اسلام کی جڑوں کو نقصان پہنچانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ گجرات، کھاریاں، پسرور، چونڈہ، کھروپر، بکھوٹھی، بھلور، پنڈی، بھاگو، قادر آباد، نخردہ منڈی اور کوٹلی جوش چاہ جناں کے علاوہ نارووال، شکر گڑھ سمیت دیگر قصبوں جالہ شریف، کنجروڑ، رامپرہ ان علاقوں میں قادیانی ''دیدہ دلیری'' سے ارتدادی مشن میں لگے ہوئے ہیں اور روزانہ کئی مسلمانوں کے ذہنوں میں فتور ڈال رہے ہیں۔ ذرائع نے انکشاف کیا ہے کہ بستان کے علاقے میں مرزائیوں کا بڑا ''مربی'' مرزا طاہر مفرور بھی 1984ء سے قبل رہ کر گیا ہے جس کی وجہ سے ابھی تک وہاں اس کا اثر موجود ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ پسرور کے گاؤں کوٹلی جوش چاہ جناں میں مرزائی مسلمانوں کی مسجد میں کھلم کھلا اپنی ''عبادت'' کرتے ہیں۔ جبکہ شکر گڑھ کے قصبے جالہ شریف میں قادیانی باقاعدہ ''بیت الذکر'' ''مسجد'' بناتے ہوئے وہاں اذانیں دیتے ہیں جس کی وجہ سے وہاں کشیدگی پائی جاتی ہے۔ ذرائع نے بتایا کہ گذشتہ سال قادیانیوں کی تبلیغی سرگرمیوں کے جال میں پھنس کر تقریباً 50 کے لگ بھگ مسلمان ''مرتد'' ہو گئے جس کی فہرست شائع ہو چکی ہے۔ بتایا جاتا ہے کہ اب قادیانی قامہ کالروالہ اور سرگودھا کے واقعات کو عالمی سطح پر تشہیر کے ذریعے اپنے مقاصد کیلئے استعمال کرنے میں بھی مصروف ہیں اور یوں یہ دونوں واقعات سازش نظر آ رہے ہیں۔

بے لاگ ...... احتساب

سیرت طیبہ (علیٰ صاحبہا صلوات اللہ وسلامہ) کی روشنی میں

محمد رضاء الدین صدیقی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ رب العزت نے انسان کو مدنی الطبع پیدا کیا ہے انسانی زندگی نے ابتداء ہی سے خود کو معاشرتی اور تمدنی سانچوں میں ڈھال لیا ابتداء میں خاندان اور قبائل وجود میں آئے اور ارتقائی مرحلوں سے گذرتے ہوئے ریاستوں کی صورت گری ہوتی چلی گئی شعوب وقبائل اور ممالک کو چلانے کے لئے اقتدار اور اختیار کی تقسیم ناگزیر ٹھہری منطقی طور پر کچھ طبقے اور افراد بالادست ٹھہرے اور کچھ زیردست۔ ہر دور میں انسانی زندگی کا یہ المیہ رہا ہے کہ بالادست افراد اور اداروں نے حکومت اور اقتدار کو اپنا حق سمجھا ہے اور قوانین وضوابط کو عوام کی تنظیم کا ذریعہ۔ وحی الٰہی نے جہاں انسانی زندگی کے تمام شعبوں کی اصلاح کی وہیں پر اس شعبہ کی اصلاح کے لئے بھی بہت واضح اور دوٹوک مؤقف اختیار کیا اسلام کی آفاقی اور انقلابی تعلیمات کی روح سے حکومت اور اختیار کسی بھی طبقہ کا موروثی اور پیدائشی حق نہیں اور نہ ہی اقتدار اور اختیار کسی انسان کو دوسرے انسانوں سے اس طرح بالاتر کر دیتا ہے کہ وہ کسی اخلاقی ضابطہ کا پابند نہیں رہتا۔ بلکہ اقتدار تو اللہ تعالیٰ کی ایک امانت ہے اور صاحب اقتدار بھی اللہ اور اس کے رسول کے اوامر کا اسی طرح پابند ہے جس طرح دوسرے انسان۔

اللہ رب العزت اپنے کلام مقدس میں ارشاد فرماتے ہیں۔

إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَىٰ أَهْلِهَا وَإِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ أَنْ تَحْكُمُوا بِالْعَدْلِ ۚ إِنَّ اللَّهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِهِ ۗ إِنَّ اللَّهَ كَانَ سَمِيعًا بَصِيرًا (۵۸) (سورۃ النساء)

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتوں کو اُن کے سپرد کرو جو ان کے اہل ہیں اور جب بھی لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو عدل و انصاف سے فیصلہ کرو۔ بے شک اللہ تعالیٰ تمہیں بہت ہی اچھی بات کی نصیحت کرتا ہے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ سب کچھ سننے والا اور ہر چیز دیکھنے والا ہے۔

اس ضمن میں نبی کریم ﷺ کے دو ارشادات عالیہ ملاحظہ کیجئے۔

(۱) ما من عبد يسترعيه الله عزوجل رعيته يموت يوم يموت و هو غاش رعيته الا حرم الله عليه الجنة.

وہ بندہ جس کو اللہ تعالیٰ کسی رعیت کا والی بناتا ہے اور وہ اس حالت میں مرتا ہے کہ وہ اپنی رعیت کے ساتھ دھوکے اور فریب کر رہا ہے تو اللہ تعالیٰ اس پر جنت حرام کر دیتا ہے۔

(حدیث معقل بن یسار بحوالہ ضیاء النبی جلد ۵ صفحہ ۴۱۱)

(۲) قال رسول الله ﷺ صنفان من امتى لن تنالهما شفاعتى امام ظلوم، غشوم، و كل غال مارق.

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا میری امت کے دو گروہ ایسے ہیں جن کو میری شفاعت نصیب نہیں ہوگی۔ وہ فرمارَوا جو ظالم اور خائن ہو اور وہ شخص جو دھوکہ دینے والا اور دین کی حدوں کو توڑنے والا ہو۔

(حدیث ابو امامہ بحوالہ ایضاً)

حضور نبی کریم ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر بڑی وضاحت اور صراحت کے ساتھ ارشاد فرمادیا

''اے لوگو! آج اللہ تعالیٰ نے تم سے عہدِ جاہلیت کی نخوت اور اپنے باپ دادا پر فخر کرنے کی عادت دور کر دی۔ اب لوگوں کی صرف دو قسمیں ہیں ایک وہ جو نیکوکار اور پرہیزگار اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں معزز اور مکرم دوسرے وہ جو فاسق ہیں بدبخت ہیں اور اللہ تعالیٰ کی جناب میں حقیر اور ذلیل ہیں۔ پس سارے انسان آدم کی اولاد ہیں اور اللہ تعالیٰ نے آدم کو مٹی سے پیدا فرمایا۔''

آپ نے مزید ارشاد فرمایا

''اے لوگو! (خوب غور سے) سن لو تمہارا پروردگار ایک ہے کسی عربی کو کسی عجمی پر کوئی فضیلت نہیں اور نہ کسی عجمی کو کسی عربی پر برتری حاصل ہے۔ نہ کوئی کالا کسی سرخ سے اور نہ کوئی سرخ کسی کالے سے افضل ہے۔ مگر تقویٰ کے ساتھ۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تم میں سے زیادہ معزز وہ ہے جو زیادہ پرہیزگار ہے۔''

ان پاکیزہ ارشادات عالیہ کے مطالعہ سے آپ نے ملاحظہ فرمالیا کہ حضور اکرم ﷺ نے ہر قسم کے تفاخر کی نفی فرمادی اور ایسا پاکیزہ ماحول اور پُر

امن معاشرہ تشکیل دیا کہ جہاں سبھی اللہ رب العزت کے احکام و اوامر کے پابند ہیں حضور علیہ السلام نے ان تعلیمات کو معاشرے میں یوں رائج فرمایا کہ احتساب و مسؤلیت کے عمل سے اپنی ذات کو بھی مستثنیٰ نہیں کیا حالانکہ آپ اللہ رب العزت کے محبوب پیغمبر اور صاحبِ عصمت رسول اور یہ بھی کہ آپ کے صحابہ کرام آپ سے والہانہ محبت رکھتے تھے اور انہوں نے آپ کے کسی بھی عمل کو کبھی اپنے لئے ایذا اور تکلیف کا باعث نہ سمجھا اور نہ ہی حقیقت میں آنجناب سے کسی کو دانستہ کوئی تکلیف پہنچی۔ کچھ واقعات ایسے ظہور پذیر ہوئے جن کی ظاہری صورت کو آپ نے اپنی نفاستِ طبع کی بناء پر دوسروں کے لئے باعث ضرر سمجھا اور بلا تکلف خود کو احتساب اور بدلہ کے لئے پیش کر دیا اور یہی مزاج اور ماحول آپ نے پورے اسلامی معاشرے میں رائج کر دیا تھا۔

حضرت سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے اگر کسی کو (بظاہر) تکلیف پہنچتی تو حضور اکرم ﷺ اجازت دیتے کہ اتنی تکلیف حضور اکرم ﷺ کو پہنچا کر بدلہ لے لے۔ اسی طرح ہم نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کرتے دیکھا۔

(سبل الہدیٰ ج ۷ ص ۱۱۱)

امیر المومنین عمر ابن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب شام تشریف لائے ایک شخص اجازت طلب کر کے حاضر خدمت ہوا اور ایک امیر کی شکایت کی کہ اس نے مجھے مارا ہے حضرت فاروق اعظم نے ارادہ کیا کہ اسے اجازت دیں کہ وہ اس امیر سے اپنا بدلہ لے۔ حضرت عمرو بن العاص موجود تھے انہوں نے عرض کی کیا آپ اس شخص کو اجازت دیں گے کہ وہ اپنے امیر سے بدلہ لے۔ آپ نے فرمایا ہاں حضرت عمر بولے تو پھر ہم آپ کے لئے کام نہیں کریں گے۔ آپ نے فرمایا کہ مجھے اس کی پرواہ نہیں کہ تم میرے ماتحت کام نہیں کرو گے۔ میں اس سے بدلہ ضرور لوں گا۔ میں نے اپنے آقا و مولا محمد رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے کہ حضور ﷺ اپنی ذات سے بھی بدلہ دیا کرتے تھے۔ عمرو بن العاص بولے کہ ہم اسے راضی نہ کر لیں۔ حضرت فاروق اعظم نے ارشاد فرمایا کہ اگر تم ایسا کر سکتے ہو تو اس کو راضی کر لو۔ یعنی اگر وہ خود معاف فرمادے تو ہم بھی معاف فرمادیں گے۔ (سبل الہدیٰ جلد ۷ صفحہ ۱۱۱)

حضور رحمۃ للعالمین ﷺ کی سیرت طیبہ سے دو واقعات ملاحظہ فرمائیے جن میں نبی کریم ﷺ سے دانستہ کسی ضرر کا صدور نہیں ہوا۔ لیکن بظاہر ایسی صورت بنتی دکھائی دی اور آپ نے بلا تکلف خود کو بدلہ کے لئے پیش کر دیا۔

(۱) ابن اسحاق روایت فرماتے ہیں کہ ایک بار آپ مالِ غنیمت تقسیم فرما رہے تھے لوگوں کا گرد و پیش ہجوم تھا ایک شخص آ کر منہ کے بل آپ پر لد گیا دستِ مبارک میں پتلی سی ایک چھڑی تھی آپ نے اُس کو ٹہوکا دیا اتفاق سے لکڑی کا سرا اُس کے منہ سے لگ گیا اور خراش آ گئی آپ نے ارشاد فرمایا۔ مجھ سے انتقام لے لو۔ اعرابی نے عرض کی میں نے حضور کو معاف کیا میرے ماں باپ حضور ﷺ پر قربان ہوں ہرگز بدلہ نہیں لوں گا۔ خواہ میری جان پر ہی کیوں نہ بن جائے۔ حضور انور ﷺ نے اس کو دعائے خیر سے مشرف فرمایا۔

(سیرت ابن ہشام)

(۲) غزوۂ بدر کے موقع پر پیش آنے والا ایک ایمان افروز اور کیف آگیں واقعہ عصر حاضر کے اسلوب سیرت نگار حضرت پیر محمد کرم شاہ الازہری کے الفاظ میں ملاحظہ فرمائیے۔

''حضور پُر نور ﷺ کے دست مبارک میں ایک تیر تھا جب صفیں درست کرا رہے تھے جو آگے یا پیچھے ہوتا اُس کو اس تیر کے اشارے سے صف شکنی سے منع فرما رہے تھے۔ حضور ایک صف کے آگے سے گزر رہے تھے کہ دیکھا ''سواد بن غزیہ'' صف سے آگے نکلے کھڑے ہیں اُس تیر سے اُن کے شکم پر ہلکی سی چوٹ لگائی اور فرمایا ''استوِ یا سواد'' ''اے سواد سیدھے ہو جاؤ۔ وہ سیدھے تو ہو گئے لیکن معاً گویا ہوئے یا رسول اللہ مجھے اس چوٹ سے درد ہوا ہے اللہ تعالیٰ نے آپ کو عدل و انصاف کرنے کے لئے مبعوث فرمایا ہے ''فاقِدنی'' مجھے اُس چوٹ کا بدلہ لینے دیجئے علمبردار عدل و انصاف نے اس مطالبہ کو بے ادبی یا گستاخی پر محمول نہیں کیا میدانِ جنگ میں ایک سپاہی کا اپنے سالار اعلیٰ سے اس قسم کا مطالبہ سن کر اسے کورٹ مارشل کرنے کا حکم نہیں دیا۔ بلکہ کسی ادنیٰ سی برہمی کا اظہار کئے بغیر زرہ کے بند کھولے اپنی قمیص مبارک اٹھا دی اور اپنی شکم اقدس کو اُس کے سامنے پیش کر دیا اور فرمایا ''استقد'' ''اے سواد! بدلہ لے لو۔ فَاعْتَنَقَه' فَقَبَّلَ بطنه' وہ لپک کر آگے بڑھے حضور کو گلے لگا لیا اور بطن مبارک کو چوم لیا۔ حضور نے پوچھا اے سواد تم نے ایسا کیوں کیا عرض کرنے لگے

یا رسول اللّٰہ حَضَرَ مَاتَرٰی فَاَرَدْتُ ان یکونَ آخِرُ العهد لکَ اَنْ تمسَّ جلدِی جلدَک

''یا رسول اللہ جو مرحلہ ہمیں درپیش ہے۔ وہ حضور ملاحظہ فرما رہے

ہیں۔ میری آرزو تھی کہ اس دنیا سے رخصت ہوتے وقت میری جلد حضور کی جلد مبارک سے مس ہو جائے۔" (ضیاء النبی جلد ۴ صفحہ ۳۲۹)

احادیث اور سیر کی تمام اہم کتابوں میں یہ روایت موجود ہے کہ وصال سے کچھ عرصہ پیشتر آپ نے مجمع عام میں یہ اعلان فرمایا۔

ایها الناس، من كنتُ جلدتُه فهذا ظهري فليستقد منه. ومن كنتُ شتمتُه عرضا فهذا عرضي فليستقد مني. ومن اخذتُ له مالا فهذا مالي فليأخذ مني ولا يخشى الشحناء وهي ليستْ من شاني.

"اے لوگو! اگر میں نے کسی کی پیٹھ پر کبھی کوئی درّہ مارا ہے تو میری یہ پیٹھ حاضر ہے وہ مجھ سے بدلہ لے سکتا ہے۔ اگر میں نے کسی کو برا بھلا کہا ہے تو میری آبرو حاضر ہے وہ اس سے انتقام لے سکتا ہے۔ اگر میں نے کسی کا مال چھینا ہے تو میرا مال حاضر ہے وہ اس سے اپنا حق لے سکتا ہے۔ تم میں سے کوئی شخص یہ اندیشہ نہ کرے کہ اگر کسی نے مجھ سے انتقام لیا تو میں اس سے ناراض ہو جاؤں گا۔ میری یہ شان نہیں ہے۔"

علامہ ابن ہشام کے مطابق یہ اعلان سن کر مجمع میں ایک سناٹا چھا گیا صرف ایک شخص نے چند دراہم کا دعویٰ کیا جو اسے ادا کر دیئے گئے مذکورہ بالا واقعات میں عملاً ایسی صورتِ حال پیدا ہوئی کہ آپ نے اس کا بدلہ لینے کی پیش کش فرما دی۔ امور مملکت میں آپ کی عادتِ مبارکہ یہ رہی کہ آپ اپنے فیصلوں کی توضیح اور وضاحت میں کبھی کوئی عار محسوس نہ فرماتے۔ صحابہء کرام آپ سے بلا تکلف استفسار کر لیا کرتے تھے کہ یا رسول اللہ یہ امر ربی ہے یا ہمیں بھی کچھ عرض کرنے کی اجازت۔ اسی طرح جہاں بھی آپ صحابہ کرام سے مشورہ لئے بغیر کوئی فیصلہ صادر فرماتے اور کسی کے ذہن میں کوئی ابہام پیدا ہوتا تو اس کی تشریح فرما کر اسے مطمئن فرماتے۔

۸ھ میں طائف کا معرکہءِ عظیم پیش آیا جس میں ایک جاں گسل جدو جہد کے بعد اللہ رب العزت نے مسلمانوں کو سرخرو کیا اس معرکے میں بہت سا مال غنیمت میسر آیا۔ نبی کریم ﷺ نے اس موقع پر غنیمت تقسیم فرماتے ہوئے بعض افراد پر داد و دہش کی بارش کر دی اور انہیں سینکڑوں کی تعداد میں اونٹ اور بکریاں مرحمت فرمائیں۔ ان میں سے اکثریت ان اہل مکہ کی تھی جو ابھی اسلام میں نئے نئے داخل ہوئے۔ جبکہ دوسرے پیادہ مجاہدین کے حصے میں چار چار اونٹ اور چالیس چالیس بکریاں آئیں۔ سواروں کو بارہ اونٹ، اور ایک سو بیس بکریاں فی کس عنایت کی گئیں۔ اس پر انصار کے کچھ افراد رنجیدہ خاطر ہوئے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے قریش کو انعام دیا ہے اور ہمیں محروم رکھا ہے۔ حالانکہ ہماری تلوار سے اب تک قریش کے خون کے قطرے ٹپک رہے ہیں۔ بعض نے کہا مشکلات میں ہمیں یاد کیا جاتا ہے اور غنیمت کسی اور کو ملتی ہے۔ یہ باتیں کشاں کشاں آنحضرت ﷺ کے گوشِ انور تک بھی پہنچیں۔ آپ نے انصار کو طلب فرمایا۔ ایک چرمی خیمہ نصب کیا گیا اس میں تمام لوگ جمع ہوئے۔ آپ نے انصار کی طرف روئے سخن فرمایا اور استفسار کیا کہ تم نے ایسا ایسا کہا ہے؟ لوگوں نے عرض کی کہ جانِ عالمیاں! ہمارے سر برآوردہ لوگوں میں سے کسی نے ایسا نہیں کہا بلکہ بعض نوخیز نوجوانوں نے یہ فقرے کہے ہیں۔ صحیح بخاری باب مناقب الانصار میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جب آنحضرت ﷺ نے انصار کو بلا کر پوچھا کہ یہ کیا واقعہ ہے تو چونکہ انصار راست گو تھے اور جھوٹ سے گریز کرتے تھے انہوں نے کہا آپ نے جو سنا ہے صحیح ہے۔

اس پر آپ نے ایک خطبہ دیا جو فصاحت و بلاغت کا ایک شاہکار ہے آپ نے انصار کی جانب رخ انور کرتے ہوئے ارشاد فرمایا" کیا یہ سچ نہیں کہ پہلے تم گمراہ تھے خدا نے میرے ذریعہ سے تم کو ہدایت سے مشرف فرمایا تم منتشر اور پراگندہ تھے خدا نے میرے ذریعے سے تم میں اتفاق پیدا کیا تم مفلس تھے خدا نے میرے ذریعہ سے تم کو دولت مند کیا" آپ یہ فرماتے جاتے تھے اور انصار ہر فقرے پر کہتے جاتے تھے کہ خدا اور رسول کا احسان سب سے بڑھ کر ہے۔

آپ نے فرمایا

"نہیں تم یہ جواب دو محمد ﷺ جب لوگوں نے آپ کو جھٹلایا تو ہم نے آپ کی تصدیق کی جب لوگوں نے آپ کو چھوڑ دیا تو ہم نے پناہ دی آپ مفلس آئے تھے ہم نے ہر طرح کی مدد کی یہ کہہ کر آپ نے فرمایا تم یہ جواب دیتے جاؤ میں کہتا جاؤں گا کہ تم سچ کہتے ہو۔ لیکن اے انصار! کیا تم کو یہ پسند نہیں کہ لوگ اونٹ بکریاں لے کر جائیں اور تم (اللہ کے محبوب) محمد ﷺ کو لے کر اپنے گھر جاؤ۔ اللہ کی قسم! تم جو کچھ لے جا رہے ہو وہ اس سے (کہیں) بہتر ہے جو وہ لے جا رہے ہیں۔ اگر لوگ کسی وادی میں چلیں تو میں انصار کی وادی میں چلوں گا۔"

انصار بے اختیار چیخ پڑے نالہ و بکا کا ایک طوفان برپا ہو گیا اکثر کا یہ

حال ہوا کہ روتے روتے اُن کی داڑھیاں تر ہو گئیں۔ آپ نے انصار کو سمجھایا کہ مکہ کے لوگ نئے نئے اسلام میں داخل ہوئے ہیں۔ میں نے اُنہیں جو کچھ دیا ہے حق کی بناء پر نہیں بلکہ اُن کی تالیفِ قلب کے لئے دیا ہے۔

(تفصیل کے لئے دیکھئے صحیح بخاری غزوۂ طائف)

آپ کے اس طرزِ عمل نے مدینہ شریف کی اسلامی ریاست میں اس حقیقت کا ایک گہرا شعور پیدا کر دیا کہ کوئی بھی شخص چاہے وہ منصب اور ذمے داری کے حوالے سے کتنا ہی بلند مرتبہ کیوں نہیں ہے اپنے ہر عمل پر ریاست کے عوام کے سامنے جواب دہ ہے آپ نے اس تصور کو کس طرح راسخ فرمادیا اس کا عکس ہمیں اس مشہور روایت سے ملتا ہے۔ جس کے مطابق خاندانِ مخزوم کی فاطمہ نامی ایک عورت نے چوری کی قریش کی عزت کے لحاظ سے لوگ چاہتے تھے کہ وہ سزا سے بچ جائے اور معاملہ دب جائے اُسامہ بن زید (جنہیں حضور اکرم ﷺ بہت محبوب رکھتے تھے) کے ذریعہ سے سفارش کی گئی۔ آپ نے نہایت ہی جلال سے فرمایا بنی اسرائیل اسی کی بدولت تباہ ہوئے کہ وہ غربا پر حد جاری کرتے تھے اور امراء سے درگذر کرتے تھے۔ بلکہ احادیث مبارکہ میں یہاں تک الفاظ مرقوم ہیں کہ اگر (خدانخواستہ) فاطمہ بنت محمد ﷺ سے بھی اس جرم کا ارتکاب ہو جاتا تو اُن کا ہاتھ بھی قطع کر دیا جاتا۔

عدل و انصاف اور احتساب کی اس سے بڑھ کر اور کیا مثال ہو سکتی ہے۔ دنیا کے حکمرانوں میں ہمیں اس کی نظیر اور سیرت طیبہ کے علاوہ اور کہاں سے مل سکتی ہے۔ آپ نے احتساب کے اس دائرے کو کہاں تک وسعت دی۔ مزید دو روایتیں ملاحظہ فرمائیے۔

(۱) ابو حداد اسلمی ایک صحابی تھے جن پر ایک یہودی کا قرض تھا ان کے پاس بدن کے کپڑوں کے علاوہ کچھ نہ تھا۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ جب آنحضرت ﷺ خیبر کی مہم کا ارادہ کر رہے تھے۔ ابو حداد نے یہودی سے کچھ مہلت طلب کی لیکن وہ نہ مانا اور ان کو پکڑ کر آنحضرت ﷺ کی خدمت میں لے آیا۔ آپ نے فرمایا ان کا قرض ادا کر دو انہوں نے عذر کیا۔ آپ نے پھر فرمایا اُنہوں نے پھر وہی جواب دیا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ غزوۂ خیبر قریب ہے شاید وہاں سے واپسی پر کچھ ہاتھ آئے تو میں اس کو ادا کر دوں گا۔ آپ نے پھر یہی حکم دیا کہ فوراً ادا کر دو۔ آخر اپنا تہبند اُس یہودی کو قرض میں نذر کیا اور سر سے جو عمامہ بندھا تھا اُس کو کھول کر کمر سے لپیٹ لیا۔ (مسند احمد ج ۳ ص ۲۲۳)

(۲) ایک صحابی "سرق" نامی تھے اُنہوں نے ایک بدوی سے اونٹ مول لیا لیکن قیمت نہ ادا ہو سکی۔ اعرابی اُن کو پکڑ کر آنحضرت ﷺ کی خدمت میں لے گیا اور واقعہ بیان کیا آنحضرت ﷺ نے حکم دیا کہ قیمت ادا کرو اُنہوں نے ناداری کا عذر کیا آپ نے اعرابی سے کہا کہ بازار لے جا کر ان کو فروخت کر دو۔ اعرابی اُن کو بازار لے گیا۔ ایک صاحب نے دام دے کر اعرابی سے خریدا اور آزاد کر دیا۔ (دارقطنی ج ۲ ص ۳۱۴)

ان دونوں واقعات میں جن صحابہ کرام کا احتساب کیا گیا وہ اگر چہ امراء میں سے نہیں ہیں لیکن ایک کے مقابلے میں ایک غیر مسلم ہے اور وہ بھی اس نازک وقت میں جب کہ اُسی کی قوم سے ایک فیصلہ کن معرکہ در پیش تھا۔ لیکن آپ نے اس عالم میں بھی اپنے کسی صحابی کو اجازت نہیں دی کہ وہ غیر مسلم رعایا کے مقابلہ میں کسی خصوصی استحقاق کا مطالبہ کرے۔ دوسری روایت میں ایک شہری اور حاضر باش صحابی کے مقابلے میں ایک بادیہ نشین اعرابی ہے آپ نے اس کی قربت کا پاس اور لحاظ نہیں فرمایا بلکہ حق ادا کرنے کا حکم دیا۔ اس طرح عملاً آپ کی ریاست میں غیر مسلم اور دور دراز کے بادیہ نشین بھی ایک گونہ اطمینان محسوس کرتے تھے کہ کوئی کسی خصوصی حوالے سے کسی کا حق نہیں چھین سکتا اور احتساب اور جواب دہی سے کسی صورت میں مبرا نہیں ہو سکتا۔

آپ کی سنت مطہرہ کی جھلک ہمیں خلفائے راشدین کے دورِ حکومت میں بھی پوری طرح کارفرما دکھائی دیتی لیکن اُن واقعات کا ذکر طولِ کلام کا باعث ہوگا۔

آج ہم ملکی حوالوں سے بہت سے مسائل اور بہت سے المیوں کا شکار ہیں۔ اُن کی بہت سی وجوہات ہیں لیکن ایک بہت بڑی وجہ یہ ہے کہ ہم نے اپنی قومی اداروں کو مضبوط نہیں بنایا اور چنیدہ افراد کو اُن سے بالاتر رکھا ہے۔ احتساب کے ایک مسلسل، مستقل اور ہمہ گیر نظام کے بغیر معاشرے میں در آنے والی خرابیوں کا قلع قمع ہرگز نہیں ہو سکتا۔ کوئی بالا دست ہو یا زیر دست، طاقتور ہو یا کمزور ہر ایک کو قاعدہ و قانون کے دائرے میں رہنا چاہیے۔ اپنے طرزِ عمل اپنے فیصلے اور اپنے اثاثوں کی عوام کے سامنے وضاحت کرنی چاہیے۔ یہی کیفیت ہمیں حضور اکرم ﷺ کی سنتِ مطہرہ سے میسر آتی ہے۔ ہم جتنی جلدی اپنی انفرادی زندگیوں میں اور انفرادی اور حیاتِ اجتماعی میں اِسے داخل کر لیں گے اُتنے ہی سرخرو ہو سکیں گے۔

اللہ رب العزت ہمارا حامی و ناصر ہو۔

گستاخی کا انجام

انبیاء اولیاء اور ائمہ کی شان و عظمت میں گستاخیاں کرنے والوں کے لیے لمحہ فکریہ

حضرت علامہ ضیاء اللہ قادری سیالکوٹی

مرنے کے بعد ہینگنا

علامہ اصبہانی نے عوام بن حوشب سے بیان کیا کہ انہوں نے فرمایا۔ میں ایک دفعہ ایک قبیلہ میں گیا۔ اور وہاں کے قبرستان کو دیکھا کہ نماز عصر کے بعد ایک قبر میں شگاف ہوا۔ اور اس میں سے ایک شخص نمودار ہوا۔ جس کا سر گدھے کی طرح تھا۔ باقی جسم انسان کی طرح تھا۔ وہ تین دفعہ ہینگا پھر اس کی قبر مل گئی۔ میں نے اس کے متعلق استفسار کیا۔ تو لوگوں نے بتایا۔ کہ یہ آدمی شراب پیا کرتا تھا۔ جب اس کی ماں اس سے منع کرتی تھی کہ اللہ تعالے سے ڈر! اور شراب پینا چھوڑ دے۔ تو یہ کہتا کہ تو گدھے کی طرح ہینگتی ہے۔

> مَنْ عَادٰلِیْ وَلِیًا فَقَدْ اٰذَنْتُہٗ بِالْحَرْبِ
>
> جس نے میرے ولی سے عداوت رکھی میں اس کو جنگ کا چیلنج کرتا ہوں۔ (صحیح بخاری ..... مشکوٰۃ)

عصر کے بعد یہ شخص مر گیا۔ اب ہر روز عصر کے بعد اس کی قبر شق ہوتی ہے۔ اور تین دفعہ ہینگتا ہے۔ اس کے بعد قبر مل جاتی ہے۔

(نزہتہ المجالس ص ۱۶۷، کشف الغمہ للشعدانی ص ۲۱۲، زواجر ابن حجر مکی ص ۵۸ ج ۲)

سبق شریعت مطہرہ کا مذاق اُڑانے والے اور والدین کی بے ادبی اور گستاخی کرنے والے کا انجام یہ ہے۔ کہ وہ ماں کو کہتا تھا کہ گدھے کی طرح ہینگتی ہے خدا تعالے نے اس کے مرنے کے بعد اس کو سزا دی اور دوسرے لوگوں کے لئے اس کے انجام کو دکھا کر سبق سکھایا ہے۔

قبر سے بھونکنے کی آواز

امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمتہ نے ابن عساکر کے حوالہ سے روایت بیان کی ہے۔ کہ ایک گستاخ نے سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالے عنہ کی قبر مبارک پر پاخانہ کر دیا۔ تو وہ پاگل ہو گیا۔ اور کتوں کی طرح بھونکتا تھا۔ جب وہ مر گیا۔ تو اس کی قبر سے بھی اس کے چیخنے اور بھونکنے کی آواز سنائی دیتی تھی۔

شرح الصدور فی احوال الموتی والقبور ص ۶۷، جامع کرامات الاولیاء۔

سبق بزرگان دین کی گستاخی اور اللہ تعالے کے غضب کو دعوت دینا ہے۔

سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالے عنہ کو امام الانبیاء حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالے علیہ وآلہ وسلم نے اپنا بیٹا فرمایا ہے۔ اور پسند فرمایا۔ ان کے گستاخ کا دُنیا و آخرت میں یہی انجام بڑا ہے۔ حدیث قدسی ہے۔

مَنْ عادلی ولیا فقد اذنتہ با الحرب

جس نے میرے ولی سے عداوت رکھی میں اس کو جنگ کا چیلنج کرتا ہوں۔

(صحیح بخاری ..... مشکوٰۃ)

سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کی قبر کی توہین!

علامہ یوسف نبہانی علیہ الرحمتہ نے تحریر فرمایا ہے کہ علامہ مناوی نے اپنی کتاب طبقات میں بیان کیا ہے۔ کہ ابونعیم اور ابن عساکر نے اعمش سے یہ روایت کی ہے۔ کہ ایک شخص نے حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر مُبارک پر پاخانہ کر دیا۔ تو وہ مجنون ہو گیا۔ اور کتوں کی طرح بھونکنے لگا۔ پھر مر گیا۔ تو اس کی قبر میں سے اس کا بھونکنا سنا جاتا تھا۔ (جامع کرامات اولیاء ج اص مطبوع بیروت۔ جمال الاولیاء ص ۳۴ مصنفہ مولوی اشرف علی تھانوی)

سبق اہل بیت اطہار اور اولیاء کاملین کی گستاخی کی سزا کا اظہار اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں بھی فرما دیتا ہے۔ تاکہ عامتہ الناس اس سے سبق حاصل کریں۔

سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی قاتل

علامہ یوسف نبہانی علیہ الرحمتہ نے تحریر فرمایا۔ امام شبلی یا علوی نے کتاب المشرع المروی میں بیان کیا ہے کہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ کی کرامات میں سے ہے کہ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قاتلوں میں سے کوئی نہیں بچا کہ اس کو دُنیا میں عذاب نہ دیا گیا ہو۔ خواہ قتل کئے جانے ساتھ یا اندھا ہو جانے سے یا چہرہ کے سیاہ ہو جانے سے یا ملک دولت کے بہت تھوڑی سی مدت میں جاتے رہنے سے۔ (جامع کرامات اولیاء ج اص مطبوعہ بیروت۔ جمال الاولیاء ص ۳۴ مصنفہ اشرف علی تھانوی)

پانی پینے کے باوجود سیراب نہ ہونا

علامہ یوسف نبہانی علیہ الرحمتہ نے تحریر فرمایا ہے۔ عبداللہ بن حصین نے آپ کو (میدانِ کربلا میں) جنگ کے وقت اور پانی روک دینے کے وقت آواز دی تھی۔ کہ اے حسین! کیا تم پانی کو نہیں دیکھتے کہ گویا وہ آسمان کے بیچ ہے۔ (کہ اس تک رسائی نہیں ہو سکتی، خُدا کی قسم تم اس میں سے ایک قطرہ نہ چکھ سکو گے۔ اور پیاس سے مر جاؤ گے۔ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دُعا کی۔ اے اللہ اس کو پیاس سے مار ڈالئے۔ تو یہ خبیث ایسا ہو گیا کہ پانی پیتا تھا مگر سیراب نہ ہوتا تھا۔ یہاں تک کہ وہ پیاس سے مر گیا۔ (جامع کرامات اولیاء جلد اوّل مطبوعہ بیروت جمال الاولیاء ص ۳۴۔ ۳۵ مولوی اشرف علی تھانوی) صواعق محرقہ ابن حجر مکی علیہ الرحمتہ ۹

پانی پیتے پیتے پیٹ پھٹ جانا۔

سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کربلا معلّی میں پینے کے لئے پانی مانگا۔ تو وزغہ نامی شخص نے آپ کو تیر مارا۔ جو آپ کے تالو پر لگا۔ تو سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دعا فرمائی۔ کہ اے اللہ اُس کو پیاسا کر دیجئے۔ تو یہ خبیث بھی ایسا ہو گیا۔ کہ پیٹ کی گرمی سے اور پیٹھ میں سردی سے ہر وقت چلاتا رہتا تھا۔ سامنے برف اور پنکھے رہتے اور پیچھے انگیٹھی رکھتا رہتا تھا۔ اور کہتا کہ مجھے کچھ پلاؤ۔ ایک بڑا برتن ستو پانی اور دُودھ کا لایا جاتا تھا۔ جس سے پانچ آدمی سیراب ہو جائیں۔ اس کو پی کر بھی وہ کہتا رہتا تھا۔ کہ مجھے کچھ پلاؤ۔ مجھے تو پیاس نے مار ڈالا ہے۔ پھر اُس کو پلایا جاتا۔ یہاں تک کہ پیتے پیتے اس کا پیٹ اس طرح پھٹ گیا۔ جیسے اونٹ کا پھٹتا ہے۔ (جامع کرامات اولیاء، جلد اول مطبوعہ بیروت۔ جمال الاولیاء ص ۳۵۔ صواعق محرقہ ص علامہ ابن حجر مکی)

سبق سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ مراکب دوشِ مصطفےٰ اور نواسہء رسول تھے۔ اگر چاہتے تو ان کی دُعا سے بھی آسمان سے بارش نازل ہو سکتی تھی۔ مگر انہوں نے اہتمام حجت کے لئے پانی مانگا۔ تاکہ یزیدیوں کو علم ہو جائے۔ ان کے اس گستاخانہ انداز سے دُنیا و آخرت میں وہ ذلیل ہوں گے۔ چنانچہ قاتلین حسین میں سے ہر شخص نے اسی دُنیا میں ہی گستاخی اور بے ادبی کا انجام دیکھ لیا۔

اللہ تعالیٰ نے بھی قرآن پاک میں فرمایا ہے۔

انَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ لَعَنَھُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَہ!

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

آئینہ ہم نے دکھایا تو.......

وہابیوں کی تنظیم

الدعوۃ والارشاد کے نام نہاد جہاد کی کہانی
وہابی مولوی عطاء الرحمن کی زبانی

ادب واحترام کی حد توڑنے والے:۔

غیر مقلدین حضرات کے مشہور خطیب مولوی محمد حسین صاحب شیخوپوری کے لڑکے مولوی عطاء الرحمن صاحب نے وہابیہ کے ہفت روزہ اہل حدیث کی ۱۳/۱۰ اکتوبر ۱۹۹۵ء کی اشاعت میں وہابیہ کی ہی جماعت الدعوۃ والارشاد مرید کے کے متعلق مرکز الدعوۃ والارشاد اور جہاد کے عنوان سے ایک مضمون شائع کیا ہے۔ جس میں وہ رقمطراز ہیں کہ چند دن پہلے کی بات ہے۔ میں نے مرکز الدعوۃ سے منسلک ایک مولوی صاحب سے پوچھا۔

کیا بات ہے کہ آپ کے مرکز سے متعلق نوجوان ادب واحترام کی تمام حدیں توڑ کر اس قدر گستاخ اور بدتمیز ہو جاتے ہیں کہ انہیں والدین استاد یا کسی بزرگ کا کوئی خیال ہی نہیں رہتا؟

سوال میں نے بائی دی وے (By the way) نہیں۔ بلکہ حقیقت پر مبنی کیا تھا۔ جس کے جواب میں مولانا صاحب مذکور نے بھی حقیقت بیان کر دی۔ فرمانے لگے۔

> کئی واقعات ایسے بھی ہیں۔ کہ بوڑھے والدین نے بار بار شکایت کی۔ کہ خدارا ہمارے بچے کو سمجھاؤ۔ یہ تعلیم حاصل کرنے کا وقت ہے۔ لیکن اس کی حالت یہ ہے کہ اپنے اس جہاد سے واپس آ کر وہ کسی کی بات سننا پسند نہیں کرتا۔ ذرا سی بات پر لڑنا جھگڑنا اس کا معمول بن گیا ہے۔ ہمارے معمولی اظہار خفگی پر دوبارہ جہاد پر چلے جانے کی دھمکیاں دیتا ہے۔

اصل بات یہ ہے کہ ہماری تربیت ہی اس انداز سے کی جاتی ہے۔ کہ ہمارے نزدیک ہمارے اس ''جہاد'' سے اختلاف کرنے والا قطعاً قابل احترام نہیں ہے خواہ وہ ماں باپ ہو یا کوئی استاد۔

وہابی مجاہد کا گھر والوں سے سلوک:۔

(ہفت روزہ اہلحدیث ص ۱۷۔ ۱۳/۱۰ اکتوبر ۱۹۹۵ء)

مولوی عطاء الرحمن صاحب۔ اس کے بعد وہ جہاد سے جب واپس آتا ہے۔ تو اس کا گھر والوں سے کیا انداز ہوتا ہے۔ تحریر کرتے ہیں۔
کئی واقعات ایسے بھی ہیں۔ کہ بوڑھے والدین نے بار بار شکایت کی۔ کہ خدارا ہمارے بچے کو سمجھاؤ۔ یہ تعلیم حاصل کرنے کا وقت ہے۔ لیکن اس کی حالت یہ ہے کہ اپنے اس جہاد سے واپس آ کر وہ کسی کی بات سننا پسند نہیں کرتا۔ ذرا سی بات پر لڑنا جھگڑنا اس کا معمول بن گیا ہے۔ ہمارے معمولی اظہار خفگی پہ دوبارہ جہاد پر

چلے جانے کی دھمکیاں دیتا ہے۔

جہاد کے نام پر آوارگی :۔

بہت سے ایسے نوجوان ہیں۔ جو ساری گھریلو ذمہ داریاں چھوڑ کر ان کا بوجھ بوڑھے والدین پر ڈال کر جہاد کے نام پر آوارگی اپنائے ہوئے ہیں۔

وہابیوں کی تربیت کی کرامات :۔

مولوی عطاء الرحمن صاحب رقمطراز ہیں۔ کہ واقعتاً یہ اس تربیت کی کرامات ہیں۔ جس کا ذکر اس مولوی نے کیا ہے۔ نہ جانے کتنے ایسے والدین ہیں۔ جن کے نونہال انہی کے خلاف صف آراء ہیں۔ جوان بوڑھوں کا بڑھاپے میں سہارا بننے کی بجائے ان کی پریشانیوں میں اضافے کا سبب بن رہے ہیں۔

ڈراؤنی شکل :۔

مولوی عطاء الرحمن صاحب ان مجاہدین کا حلیہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ :۔

لمبے لمبے بال۔ ڈراؤنی شکل۔ ہاتھ میں کلاشنکوف۔

الدعوۃ والوں کے تربیتی کنونشن اور تربیتی اجتماعات کے کرشمے!

وہابی مولوی عطاء الرحمن صاحب ہی لکھتے ہیں کہ مرکز الدعوۃ والوں نے جب سے جنم لیا۔ اپنی ہی جماعت اور اپنے ہی ہم مسلک افراد کو ایک دوسرے سے ایسا متنفر کیا ہے۔ کہ شاید ہی اتحاد کا خواب کبھی شرمندۂ تعبیر ہو۔ مجاہدین نے چار چار، پانچ پانچ سال جن مدارس سے تعلیم حاصل کی پہلی ہی

دانائی تو دعوۃ والے کشمیریوں کے ساتھ کر رہے ہیں کہ دو چار (مجاہد) چھپ چھپا کر مقبوضہ کشمیر پہنچ جاتے ہیں۔
رات کے اندھیرے میں بغیر کسی تمیز کے اس علاقے میں مسلمانوں کی آبادی کا تناسب کیا ہے۔ فائر کیا۔ بم پھینکا کوئی ہندو مر گیا تو گیا۔ جہنم نہیں تو نہ سہی۔ خود جہاد کا مزہ لوٹے واپس دوڑ آئے۔ صبح اس علاقے پر قیامت ٹوٹ پڑتی ہے۔ ہندو بنئے! اس علاقے کے مسلمانوں پر جو ظلم ڈھاتے ہیں۔ پھر جو عصمتیں لٹتی ہیں۔ اور خون مسلم کی جو ارزانی ہوتی ہے۔ اس کی خبریں شہ سرخیوں سے اخبارات میں چھپتی ہیں۔

تربیت سے ان مدارس کے اساتذہ و ناظمین کی طرف اس طرح گھورتے ہیں۔ جیسے انہوں نے ان کا باپ مارا ہو۔ یہ سب تربیتی کنونشن اور تربیتی اجتماعات کی کرم فرمائیاں ہیں۔

کشمیری مسلمانوں پر ہندوؤں کا ظلم وستم الدعوۃ والوں کی وجہ سے ہوتا ہے!

وہابی مولوی عطاء الرحمن صاحب لکھتے ہیں۔ دانائی تو دعوۃ والے کشمیریوں کے ساتھ کر رہے ہیں کہ دو چار (مجاہد) چھپ چھپا کر مقبوضہ کشمیر پہنچ جاتے ہیں۔

رات کے اندھیرے میں بغیر کسی تمیز کے اس علاقے میں مسلمانوں کی آبادی کا تناسب کیا ہے۔ فائر کیا۔ بم پھینکا کوئی ہندو مر گیا تو گیا۔ جہنم نہیں تو نہ سہی۔ خود جہاد کا مزہ لوٹے واپس دوڑ آئے۔ صبح اس علاقے پر قیامت ٹوٹ پڑتی ہے۔ ہندو بنئے! اس علاقے کے مسلمانوں پر جو ظلم ڈھاتے ہیں۔ پھر جو عصمتیں لٹتی ہیں۔ اور خون مسلم کی جو ارزانی ہوتی ہے۔ اس کی خبریں شہ سرخیوں سے اخبارات میں چھپتی ہیں۔

ڈالر اور دینار :۔

مسلمان بچیوں کی عصمت دری اور نونہالوں کی تڑپتی لاشوں پر یار لوگوں (الدعوۃ والے وہابیوں) کے ڈالر اور دینار چھپتے ہیں۔ الـضـرار مـ... الرحف کبیرہ کے اس مرتکب کے لئے نئی ایئر کنڈیشنز کار خریدی جاتی ہے۔ اس غازی کے وارے نیارے۔ الدعوۃ اس کی تعریف میں کئی صفحات سیاہ کر دیتا

ہے۔خدارا! کوئی انہیں سمجھائے یہ کیا کر رہے ہو؟

وہابیوں کا مجاہد واردات کر کے گھر بھاگ آتا ہے:۔

مولوی عطاء الرحمن صاحب مرکز الدعوۃ والوں کو مخاطب کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ۔

مرکز الدعوۃ والو! کبھی آپ نے اپنے نعرہ پر بھی غور کیا ہے۔ اہلحدیث کا منہج ''دعوت و جہاد'' دعوت کس کو دیتے ہو؟ کسی سعودی، کویتی کو تو ضرور دعوت دیتے ہوں گے۔ کیونکہ ان مہمانوں کا حق ہے کہ انہیں دعوت دیں۔

کیا آپ نے کبھی ''دعوت اتحاد'' کی زحمت گوارا کی ہے۔

دوسرے لوگوں کو چھوڑو۔ کم از کم اپنے مسلک کے لوگوں کو ہی ''دعوت اتحاد'' دی ہے۔

باقی رہا جہاد کا مسئلہ خدانخواستہ میں یا مرکزی جمعیت اہلحدیث کا کوئی فرد جہاد کا منکر نہیں ہے۔

الجہاد ماض الی یوم القیامۃ اسلام کے ذروۃ السنام کی فرضیت کا کون مسلمان قائل نہیں ہے، ہمیں اگر انکار ہے۔ تو آپ کے اس جہاد سے ایک دو دن چھپ چھپا کر مسلمانوں کے علاقہ میں واردات کر کے گھر بھاگ آنا۔ اور مسلمان بھائیوں کو مصیبت میں مبتلا کر دینا۔

ہم ایسے جہاد کو قطعاً نہیں مانتے۔ چنانچہ ہم عرض کرنا ضروری سمجھتے ہیں کہ کام'' کافی بن گیا ہے۔ اب کشمیریوں کو معاف کر دو۔

اگر طبع نازک پر ناراضگی کے کچھ آثار نمودار نہ ہوں تو فرمائیں۔ افغانستان میں اہلحدیث کی حکومت قائم کر لی ہے؟ سینکڑوں عربی، نوجوان لاکھوں مسلمانوں کے قتل اور اربوں کے ضیاع کا ذمہ دار کون ہے؟ لیکن آپ کو یہ سوچنے کی ضرورت ہی کیا ہے۔ جتنے زیادہ مریں گے آپ کے اتنے زیادہ کھرے ہوں گے۔ شاباش Very Good (ہفت روزہ اہلحدیث لاہور ۱۳ اکتوبر ۱۹۹۵ء ص ۱۹)

جذبہ ء جہاد نہیں ...... بلکہ جذبہ حصول زر ہے:۔

مولوی عطاء الرحمن ہی لکھتے ہیں۔ ان مجاہدین کو نہ عورت کی حکمرانی میں کوئی قباحت نظر آتی ہیں۔ انہیں کسی بھی مظلوم و بے سہارا مقتول کے ورثاء کی آہ و فغاں اور سسکیاں سنائی نہیں دیتیں۔ شائد پاکستان میں صحابہ کرام اور امہات المومنین کی توہین کرنے والا بھی ان کے نزدیک قابل مواخذہ نہیں ہے۔ پاکستان شرکستان بن جائے۔ ان کی بلا سے۔ کسی کی بہو بیٹی بے آبرو ہو جائے انہیں کیا؟

صرف بوسنیا اور کشمیر سے آواز اٹھے تو ان کے کان تک پہنچتی ہے۔ کیوں؟ اس آواز کے پیچھے ڈالروں اور دیناروں کے نئے نوٹوں کا کھڑاک ہوتا۔

(ہفت روزہ اہل حدیث ص ۲۰)

مال بٹورو مجاہدین:۔

مولوی عطاء الرحمن کیا لکھتے ہیں کہ ان مال بٹورو مجاہدین کی قوت سامعہ کے کیا کہنے۔ ایک بچی کی آبرو کشمیر یا بوسنیا میں لٹتی ہے۔ وہ چیختی چلاتی ہے۔ اس کی آواز مجاہدین کے کانوں سے ٹکراتی ہے۔ کتابیں اس کے ہاتھ سے چھوٹ جاتی ہیں۔ فوراً کلاشنکوف تھام لیتا ہے۔ میں آ رہا ہوں۔ خالد بن ولید بن کر۔ محمد بن قاسم بن کر۔ طارق بن زیاد بن کر۔ صلاح الدین ایوبی بن کر۔ میں آ رہا ہوں۔ میں آ رہا ہوں۔ کے نعرے لگا تابے تابانہ یہ مجاہد کشمیر کی طرف بھاگ اٹھتا ہے۔ مگر شیخو پورہ کے قریب بھدرو۔ بینارہ میں محمد امجد مظلوم قتل کر دیا جاتا ہے اس کے والدین اور بہن بھائیوں کی سسکیوں کی آواز کسی مجاہد کے کان سے نہیں ٹکراتی۔ (ہفت روزہ اہلحدیث لاہور ص ۱۹۔ ۱۳ اکتوبر ۱۹۹۵ء)

قارئین کرام وہابیوں کی تنظیم الدعوۃ والارشاد کی کہانی وہابی مولوی عطاء الرحمن کی زبانی سے اظہر من الشمس ہے کہ ان کا جہاد صرف اور صرف پیٹ پرستی اور ڈالر جمع کرنا ہے۔ یہ مجاہدین مال بٹورو ہیں۔ ان کا جہاد قرآن وسنت کی تعلیمات کے صریحاً خلاف ہے۔ اور جذبہ ء جہاد نہیں بلکہ جذبہ حصول زر ہے۔ ان میں ادب واحترام کا نام تک نہیں۔ بے ادب اور گستاخ ہیں۔ حدیں توڑنے والے اور والدین اور اساتذہ کے نافرمان ہیں اور گستاخ ہیں۔ مسلمانوں پر ظلم وستم ان کی وجہ سے ہو رہا ہے۔ یہ مجاہد نہیں بلکہ بھگوڑو ہیں ان کی شکلیں ڈراونی ہیں۔

فتویٰ کفر میں احتیاط

انتخاب: مولانا نعیم احمد ناگوروی

آج کل تو کچھ لوگوں کا اس طرح کا حال ہے اگر کسی میں تھوڑا سا بھی عیب نظر آ جائے تو جب تک اس کو پھیلا نہ لیں۔ ان کا کھانا ہضم نہیں ہوتا۔ مذہبی معاملات میں ایک دوسرے کو برداشت نہیں کر سکتے۔ کفر شرک بدعت کے فتوں میں موسلا دھار بارش ہو رہی ہے کبھی انہوں نے اکابر و اسلاف کی سیرت کو نہیں دیکھا جنہوں نے ساری زندگی خالصتاً اللہ کی رضا کے لئے، دین کی خدمت کرنے میں گذار دی ان واقعات اور تعلیمات سے سبق حاصل کرنا چاہئے۔

گنوا دی ہم نے جو اسلاف سے میراث پائی تھی
ثریا سے زمین پر آسمان نے ہم کو دے مارا

اگر ایک بات کے سو پہلو ہوں، ایک اسلام کی طرف نکلے اور ننانوے کفر کی طرف، تو بھی کفر کا فتویٰ نہیں دینا چاہئے۔

ایک شخص امام ابو حنیفہ کی خدمت میں آیا کہنے لگا ایک شخص جو ایمان رکھتا ہے اور اسلام کا دعویٰ کرتا ہے خود کو مسلمان کہلواتا ہے، مگر اس کے باوجود

(۱) وہ جنت کی خواہش نہیں رکھتا۔
(۲) نہ اسے نار جہنم کا خوف ہے۔
(۳) مردار بلا جھجک کھاتا ہے۔
(۴) نماز پڑھتا ہے مگر رکوع نہیں کرتا۔
(۵) گواہی دیتا ہے مگر بغیر دیکھے۔
(۶) اس کے ہاں فتنہ پسندیدہ چیز ہے اور حق ناپسند۔
(۷) رحمت سے دور بھاگتا ہے۔
(۸) یہود و نصاریٰ کی تصدیق کرتا ہے۔

اگر ظاہراً دیکھا جائے تو یہ تمام باتیں کفریہ ثابت ہوتی ہیں۔ اگر کوئی اس دور کا مولوی ہوتا۔ تو کفر کا فتویٰ فوراً لگا دیتا اور اس کے خلاف جلوس نکال لیتا۔ مگر جس ہستی سے پوچھا جا رہا تھا۔ وہ کوئی معمولی شخصیت نہ تھی وہ بھی علم کے بیکراں سمندر سراج الامتہ، شیخ المحدثین، امام الائمہ امام الفقہا، امام ابو حنیفہ تھے چنانچہ اس کے سوالات سننے کے بعد فرمایا میرے نزدیک وہ شخص مسلمان ہے سائل کو حیرت ہوئی آپ نے فرمایا۔

(۱) اس پر اللہ کی خواہش غالب ہے جب اللہ تعالیٰ اس کا مطلوب ہے تو جنت کی خواہش کہاں۔
(۲) اسے نار جہنم کا خوف نہیں بلکہ رب النار کا خوف ہے۔
(۳) مردار کھاتا ہے مگر مچھلی کی صورت میں۔
(۴) توحید رسالت کی گواہی دیتا ہے مگر بغیر دیکھے۔
(۵) نماز جنازہ پڑھتا ہے مگر رکوع سجود نہیں کرتا۔
(۶) انما اموالکم و اولادکم فتنۃ تمہارا مال اور اولاد فتنہ ہے اسے محبوب رکھنا انسان کی فطرت ہے موت۔ ۔ بے ذوق عبادت کی وجہ سے اس سے بغض رکھتا ہے۔
(۷) بارش اللہ کی رحمت ہے دور بھاگتا ہے تا کہ بھیگے نہ
(۸) یہود کے اس قول کی تصدیق کرتا ہے لیست النصاری علی شئی
نصاریٰ کے اس قول کی تصدیق کرتا ہے لیست الیھود علی شئی

سائل امام صاحب کے جوابات سن کر حیران ہو گیا اور آپ کا منہ تکتا رہا۔

دفاع امام ابو حنیفہ

امریکی جیلوں میں ہر سال

ہزاروں سیاہ فام قیدی اسلام قبول کرتے ہیں

جناب رؤف ظفر

''امریکی باشندے، اب اسلام سے خوفزدہ نہیں اور مسلمانوں کے بارے میں ان کے دل میں جو غلط فہمیاں پائی جاتی تھیں، وہ اب دور ہو رہی ہیں۔ اس بات کا اندازہ اس بات سے بھی ہو سکتا ہے کہ دس گیارہ سال قبل مسلمان، امریکہ میں جس جگہ مسجد بناتے، وہاں جائیداد کی قیمتیں کم ہو جاتی تھیں اور لوگ دوسری جگہوں پر نقل مکانی کر لیتے تھے، لیکن اب اس کے بالکل برعکس، مسلمان جس علاقے میں مسجد بناتے ہیں وہاں جائیداد کی قیمتیں بڑھ جاتی ہیں اور لوگ بھی مسلمانوں سے میل جول بڑھانے میں کوئی ہچکچاہٹ محسوس نہیں کرتے۔'' ان خیالات کا اظہار اسلامک سرکل آف نارتھ امریکہ (حلقہ اسلامی شمالی امریکہ) کے سابق سیکرٹری جنرل اور تبلیغ اسلام میں سرگرم دوسری متعدد انجمنوں کے فعال رکن نعیم احمد سرویہ نے ایک انٹرویو میں کیا۔ انہوں نے کہا کہ امریکہ میں دیکھی جانے والی اس مثبت تبدیلی کا دنیا بھر کے مسلمانوں کو فائدہ اٹھانا چاہئے۔ خاص طور پر موجودہ حالات میں جب کہ وہاں کے لوگ ایک اچھے سسٹم آف لائف کی تلاش میں ہیں۔

نعیم احمد سرویہ نے کہا کہ اکثر لوگ ہم سے پوچھتے ہیں کہ ہم نے امریکہ میں کتنے لوگوں کو مسلمان کیا۔ سچی بات تو یہ ہے کہ اس بارے میں کوئی مصدقہ اعداد و شمار دستیاب نہیں۔ لیکن یہ بات طے ہے کہ وہ لوگ اسلام کی طرف راغب ہو رہے ہیں اور ان میں اسلام کے مطالعہ کا شوق بھی بڑھ رہا ہے۔ انٹرنیٹ اور کمپیوٹر ٹیکنالوجی نے یہ عمل اور بھی تیز کر دیا ہے اور بے شمار ویب سائٹس سے امریکی عوام اپنے آپ کو اسلام سے باخبر رکھ رہے ہیں۔ سیاہ فام افراد میں حلقہ بگوش اسلام ہونے کا رجحان زیادہ ہے اور امریکی جیلوں میں مسلمانوں کی تنظیمیں قرآن حکیم کے نسخے فراہم کرتی ہیں، لاتعداد سیاہ فام قیدی، اسلام قبول کر رہے ہیں۔

قرآن حکیم کی تعلیمات کے ساتھ ساتھ جب کالے لوگ، مسلمانوں کا اچھا سلوک دیکھتے ہیں تو بہت متاثر ہوتے ہیں۔ یہ بات بھی طے ہے کہ امریکہ میں مسلمانوں کی تعداد میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے اور خیال ہے کہ 2050ء میں اسلام، امریکہ میں دوسرا بڑا مذہب بن جائے گا۔ اس وقت یہاں 65 لاکھ سے زائد مسلمان آباد ہیں جن میں سے آدھے سے زیادہ سیاہ فام امریکی ہیں۔ بعض حلقوں کے نزدیک یہ تعداد ایک کروڑ ہے۔ مسلمانوں کا تعلق دنیا کے مختلف ممالک سے ہے۔

> مسلمان ایک سیاسی اور مذہبی قوت کا روپ دھار رہے ہیں
>
> چند دہائیوں کے بعد امریکہ میں اسلام دوسرا بڑا مذہب بن جائے گا
>
> ایک ہزار سے زائد مساجد میں پانچ وقت کی اذان گونجتی ہے

ڈیٹرائٹ میں 12 لاکھ مسلمان موجود ہیں۔ عرب ملکوں سے آئے ہوئے مسلمانوں کی تعداد بھی کافی ہے۔ پورے امریکہ میں ایک ہزار سے زیادہ مساجد ہیں۔ اکثر جگہوں پر سکولوں یا گھروں کو مساجد میں تبدیل کیا گیا ہے، لیکن 300 مساجد کی تعمیرات بالکل نئی ہیں۔ ہم

جہاں جہاں اسلامک سکول قائم کرتے ہیں، وہ جگہ خود بخود مسجد میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ مسلمان آہستہ آہستہ ایک سیاسی اور سماجی قوت کا روپ دھار رہے ہیں اور حالیہ انتخابات میں ان کی اہمیت کو محسوس کیا گیا لیکن ہم نے محسوس کیا ہے کہ اس سلسلے میں بہت کچھ کرنا ابھی باقی ہے۔ مثلاً امریکہ کے مسلمانوں کی قوت بکھری ہوئی ہے۔ ان میں دوسری قوموں کی طرح باہمی ربط اور اتحاد نہیں ہے ان کا کوئی ایک موثر اور ہمہ گیر پلیٹ فارم نہیں ہے۔ اب مسلمانوں نے اس ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے اتحاد و یگانگت کی طرف قدم بڑھانا شروع کر دیا ہے اور اس کے مثبت نتائج نکل رہے ہیں۔ امریکہ میں تبلیغ اسلام کے لئے بے شمار گروپس، تنظیمیں اور ادارے سرگرم عمل ہیں۔ یہ بھی ایک اچھی بات ہے لیکن جس روز ان کی مساعی میں یگانگت اور فکری اتحاد پیدا ہو گیا اس روز نہ صرف مسلمان سب سے بڑا پریشر گروپ ہوں گے بلکہ تبلیغ اسلام کی مساعی میں بھی مزید تیزی آ جائے گی۔

نعیم سرویہ نے بتایا کہ حلقہ اسلامی نے امریکہ کے تمام بڑے بڑے شہروں میں اپنے حلقے بنائے ہوئے ہیں، جن کے امیروں کا انتخاب خفیہ رائے شماری سے ہوتا ہے۔ ہر سال ایک کنونشن منعقد ہوتا ہے۔ اب 25واں کنونشن ہونے والا ہے۔ ہم نے اسلام کی تبلیغ کے لئے اب یہ حکمت عملی بنائی ہے کہ ہم اپنے اپنے علاقے میں امریکیوں کو کھانے پر بلاتے ہیں اور انتہائی خوشگوار ماحول میں ان سے مذہب کے علاوہ دنیا بھر کے موضوعات پر گفتگو کرتے ہیں۔ اس خوشگوار ماحول میں مسلمانوں کے بارے میں دہشت گردی کا تصور، مہمان نوازی میں بدل جاتا ہے۔ اس میٹنگ میں ہم دیکھتے ہیں کہ کون مذہب کی طرف زیادہ راغب ہے۔ بعد میں انفرادی طور پر اس شخص پر توجہ دی جاتی ہے، انہیں لٹریچر فراہم کیا جاتا ہے۔ مختلف میٹنگز میں اسلام کے بارے میں غلط فہمیاں دور کی جاتی ہیں۔ اس طرح کی میٹنگز کے نتیجے میں اس علاقے میں مسلمانوں کے بارے میں غلط فہمیاں دور ہو جاتی ہیں۔ ہم نے محسوس کیا ہے کہ اگر غیر مسلمانوں میں اسلام کے بارے میں غلط تصورات پائے جاتے ہیں اور یہ صرف باہمی تبادلہ خیال سے ہی دور ہو سکتے ہیں اس میں شک نہیں کہ کئی لوگ ہماری باتوں پر توجہ نہیں دیتے اور ہمارے پمفلٹس وغیرہ ایک طرف رکھ دیتے ہیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

ہماری تاریخ کی روشن روایات

مرتبہ: محمّد ارشاد صدّیقی

مخلوق خدا کی خدمت کی فضیلت:

ایک آدمی پیدل سفر کر رہا تھا۔ اس کو سخت پیاس لگی۔ ایک کنواں نظر آیا، وہ اس میں اترا اور اس نے پانی پیا، جب باہر آیا تو ایک کتا ہانپ رہا تھا اور پیاس سے گیلی مٹی چاٹ رہا تھا۔ اس نے سوچا اس کتے کی بھی پیاس سے وہی حالت ہے جو میری تھی۔ وہ کنویں میں اترا اور اپنے موزہ میں پانی بھرا اور موزہ منہ سے پکڑ کر کنویں سے باہر لایا اور کتے کو پانی پلا دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی قدر کی اور اسے بخش دیا۔ صحابہؓ نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ: ''اور ہمیں (جانوروں کی خدمت) کی وجہ سے بھی اجر ملے گا''؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہر جاندار چیز کی خدمت کی وجہ سے اجر ملے گا۔ (بخاری)

ایک شخص سڑک پر جا رہا تھا کہ اس نے ایک کانٹوں والی شاخ سڑک پر دیکھی۔ وہ اس نے سڑک سے ہٹا دی۔ اللہ نے اس کی قدر کی اور اس کو بخش دیا۔ (بخاری)

مسلمانوں کا عدل وانصاف:

ایک دفعہ خوشگوار لمحات میں حضرت عمر فاروقؓ اور حضرت علیؓ دوستانہ ماحول میں بیٹھے باتیں کر رہے تھے کہ محفل دوستاں میں ایک یہودی آ گیا اور کہنے لگا: ''میں علی پر دعویٰ کرنے آیا ہوں۔''

یہ جملہ یاران رسول ﷺ کے لئے حیران کن تھا۔ خلیفہ وقت حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت علیؓ کی طرف دیکھا اور فرمایا: ''اے ابوالحسن! اس شخص کے مقابل کھڑے ہو جاؤ اور دعویٰ کی جواب دہی کرو۔'' ذرا غور کیجئے، اسلامی نظام عدل پر نہ کچہری، نہ عدالت، نہ وکیل۔ درخواست اور کورٹ فیس کی بھی ضرورت نہیں۔ ہاں! جب ہر دو کے بیانات سنے گئے تو معلوم ہوا کہ یہودی سراسر جھوٹا ہے۔

امیر المومنین نے اس کا دعویٰ خارج کر دیا۔ یہودی فیصلہ فاروقی سن کر چل دیا۔

دونوں یاروں کے درمیان اخوت ومحبت کی فضا میں دوبارہ گفتگو کا سلسلہ شروع ہوا۔ خلیفہ رسول ﷺ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دریافت فرمایا کہ ''اے علی! جب میں نے آپ کو یہودی کے برابر کھڑے ہونے کو کہا تو آپ کی پیشانی پر سلوٹیں کیوں نمودار ہوئی تھیں؟ کیا آپ کو اس کے برابر کھڑا ہونا ناگوار گزرا تھا؟'' ''سبحان اللہ! اصحاب رسول (ﷺ) کے کیا درجات ہیں۔''

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''نہیں! ایسی تو کوئی بات نہیں تھی۔ آپ کو یاد ہوگا کہ آپ نے مجھے نام کی بجائے کنیت یعنی ابوالحسن کے نام سے مخاطب کیا تھا۔ جو اہل عرب میں عزت کی نشانی سمجھا جاتا ہے۔ اس طرح مجھے یہ خدشہ تھا کہ کہیں یہودی یہ نہ سمجھ لے کہ عدالت ایک فریق کو اتنے ادب واحترام سے کیوں مخاطب کر رہی ہے اور کہیں انصاف میں بھی اس کی طرف داری تو نہ ہوگی۔'' مگر حقیقت یہ ہے کہ یہودی کا اس نکتہ کی طرف دھیان ہی نہ گیا اور وہ خلیفہ وقت کے فیصلہ سے مطمئن ہو کر چلا گیا۔

عمل کا دارومدار نیت پر ہے:

ایک دفعہ عبداللہ بن مبارک حج سے فارغ ہو کر حرم میں سو گئے۔ خواب میں دو فرشتوں کی باتیں سنیں۔ ایک نے پوچھا:

''اس سال کتنے لوگ حج کو آئے؟''

دوسرے نے کہا: ''چھ لاکھ۔''

پہلے فرشتے نے پوچھا: ''کتنے لوگوں کا حج قبول ہوا؟''

دوسرے نے کہا۔ ''کسی کا حج قبول نہیں ہوا۔ البتہ دمشق میں علی بن موفق ایک موچی رہتا ہے اگرچہ وہ حج نہیں کرنے آیا مگر اس کا حج قبول ہو گیا اور اسی کے طفیل ان لوگوں کا حج قبول ہوا۔''

عبداللہ بن مبارک بیدار ہوتے ہی اس موچی کی تلاش میں روانہ ہوئے۔اس کے مکان پر پہنچ کر دستک دی۔علی بن موفق باہر آیا تو آپ نے خواب اس سے بیان کیا اور پوچھا:

''تمہارا حج کیسے قبول ہوا؟''

موچی نے کہا:''میں نے حج تو نہیں کیا مگر ساری عمر چڑا سی کر حج کے لئے کچھ رقم جمع کی اور حج پر جانے کے لئے تیار تھا۔اس دوران میں ایک دن میری بیوی نے پڑوسن کے ہاں سے تھوڑا سا سالن طلب کیا۔اس نے کہا کہ یہ گوشت تم پر حلال نہیں،اس لئے کہ سات دن کے فاقوں کے بعد بچوں کی بھوک سے بے تاب ہو کر ہم نے مردار پکایا ہے۔''

یہ سن کر میرے اوسان خطا ہو گئے۔میں نے جتنا روپیہ حج کے لئے جمع کیا تھا،وہ سارے کا سارا اٹھا کر ان کے گھر دے آیا تا کہ وہ اپنے بال بچوں پر خرچ کریں۔

عبداللہ بن مبارک نے یہ سن کر فرمایا: واقعی فرشتوں نے سچ کہا تھا۔

عظمت کردار:

دوران جنگ سلطان صلاح الدین ایوبی کے گھوڑے کی ٹانگ کاٹ دی گئی تو سلطان نے پیدل وار کو روکا اور پھر کمک میں سلطان کو گھوڑا مل گیا تو انہوں نے رچرڈ پر وار کیا،رچرڈ کا گھوڑا گر کر ختم ہو گیا۔رچرڈ بے بس ہو کر موت کا انتظار کرنے لگا۔سلطان نے رچرڈ پر حملہ ملتوی کر دیا اور اپنے گھوڑے کی باگ موڑ کر تیزی سے اپنے پڑاؤ کی طرف گئے اور اصطبل سے ایک بہترین گھوڑا ساتھ لیا اور رچرڈ کے پاس پہنچ کر وہ گھوڑا اس کو پیش کر دیا اور کہا''اب مقابلہ کرو یہ مسلمانوں اور بہادروں کی شان نہیں کہ کسی بے بس پر حملہ کریں۔'' اس جنگ میں مسلمانوں کو مثالی فتح حاصل ہوئی تھی۔

عرض کیا ہے

بھر دو جھولی مری یا محمد

بھر دو جھولی مری یا محمد آج ملکی خزانہ ہے خالی
سر پہ قرضے ہیں آئی ایم ایف کے اور مرے حکمراں ہیں سوالی

سود ڈالر میں ہے چھ ارب کا خوف ہم کو نہیں پھر بھی رب کا
ہم کو دلدل سے آقا نکالو جاں شکنجے میں ہم نے پھنسا لی

فکر و فاقہ ہے رسوائیاں ہیں اور جان لیوا مہنگائیاں ہیں
ہم کو رہنماؤں نے لوٹا قومی دولت انہوں نے چرا لی

مملکت پوری دی تھی خدا نے جو اکہتر میں آدھی گنوا دی
سانپ ہی مر سکا ہے نہ ہم سے اور اوپر سے لاٹھی تڑا لی

مر گئے سارے دکھ سہنے والے رہ گئے رانی خانوں کے سالے
عمر بھر کی کرپشن جنہوں نے اور جائیداد اپنی بنا لی

عیش کرتے رہے رات دن جو سیب کھاتے رہے جن کے گھوڑے
ایسے لوگوں نے دولت کے بل پر جیل کی کوٹھڑی بھی سجا لی

ملکی جیلوں میں سب عام قیدی ایک کمبل کو ترسے ہوئے ہیں
بے نواؤں کا شاہ مدینہ نہیں تیرے سوا کوئی والی

آتے رہتے ہیں گھر میں خدا کے ایسے لیڈر بھی کرنے کو عمرہ
تری امت کی جن خود سروں نے میرے آقا خودی بیچ ڈالی

شرم آتی نہیں ان کو ہرگز ہم فقیروں سے آنکھیں ملاتے
جانے کس منہ سے وہ چومتے ہیں تیرے روضے کی پاکیزہ جالی

اذن ساغر کو دو یا محمد اپنے قدموں میں اس کو بٹھا لو
رائیگاں ہو گئی عمر ساری آپ سے دور جتنی گنوا لی

☆☆☆☆☆☆ ریاض ساغر

بھارت: یوپی بھی تقسیم ہو گیا

ممتاز صحافی طارق اسماعیل ساگر کے قلم سے

بھارت، آزادی کی نصف صدی مکمل ہونے کے بعد بھی صوبوں کی انتظامی تقسیم کے مسئلے سے دو چار ہے۔ کشمیر سے کنیا کماری تک تقسیم در تقسیم کا یہ سلسلہ درحقیقت انتظامی صورت حال بہتر بنانے کے لئے نہیں ہوتا بلکہ بھارتی حکومت مختلف صوبوں میں مخالف سیاسی قوتوں کو زیر کرنے اور شورش پر قابو پانے کے لئے کرتی ہے۔ انگریزوں نے کشمیر سے راس کماری تک "تقسیم کرو اور حکومت کرو" کا جو فارمولا بنایا تھا، ان کے جانشین اسے آج تک برقرار رکھے ہوئے ہیں۔ ہماچل پردیش اور ہریانہ کا قیام بھارتی حکومت کی اسی بوکھلاہٹ اور پریشانی کا نتیجہ ہے جو ان علاقوں میں علیحدگی کی تحریکوں اور شورش کے نتیجے میں پیدا ہوئی تھی۔ بھارت کے سب سے بڑے صوبے یوپی یا اتر پردیش کو برصغیر کی تاریخ میں کئی اعتبار سے خاص اہمیت حاصل رہی ہے۔ ایک جانب مغل شہنشاہوں نے اس علاقے کو اپنی حکومت کی مرکزی حیثیت دی، انتہائی شاندار عمارتیں تعمیر کیں، اور تہذیب و ثقافت کے ایک عظیم الشان مرکز کی حیثیت سے اس کی بنیادیں مضبوط کیں۔ دوسری جانب اس سے بھی صدیوں قبل ہندومت کی جڑیں بھی اس علاقے میں بہت گہری ہیں۔ انتہا پسند ہندوؤں کی بہت بڑی تعداد ہمیشہ یوپی کی سیاست اور ثقافت پر اثر انداز رہی ہے۔ مذہبی انتہا پسندی کے اسی جنون نے ایودھیا میں بابری مسجد کی شہادت جیسے واقعے کو جنم دیا۔ اب اسی علاقے میں رام مندر کی تعمیر کا عزم اس مذہبی انتہا پسندی کا انتہائی نازک موڑ ہے۔ یوپی کی تاریخ صرف مذہبی انتہا پسندی پر منتج نہیں ہوتی، یہاں تاج محل ہے، مغلوں کے تعمیر کردہ شاندار محلات اور مقبرے ہیں اور شاعروں، ادیبوں اور دانشوروں کی صورت میں علم و ادب کا ایک ابدی سرچشمہ بھی ہمیشہ یہاں جاری و ساری رہا ہے۔

علم و حکمت اور ثقافت سے مالا مال یوپی کے ایک حصے کو کاٹ کر گزشتہ دنوں جب ایک نئے صوبے "اترانچل" پردیش کی تشکیل کی گئی تو اس صوبے کی تہذیب و ثقافت سے برسوں سے جڑے ہوئے کروڑوں افراد نے اپنے دلوں میں ایک عجیب سی اداسی اور غم کو محسوس کیا۔ بھارتی میڈیا خصوصاً الیکٹرانک میڈیا نے اس اداسی کے حوالے سے خصوصی رپورٹیں نشر کیں اور نئے صوبے کی تشکیل کو اس اعتبار سے ایک تاریخی واقعہ قرار دیا کہ بظاہر اس نئے صوبے کے قیام کی کوئی ضرورت بھارت کی مرکزی حکومت کو نہیں تھی۔ یوپی سے ثقافتی رشتوں میں جڑے عوام کو یہ تقسیم کچھ اچھی نہیں لگی ہے اور ان کے ردعمل کا سلسلہ اب تک جاری ہے۔

24 / اکتوبر کی شام بھارت کے سب سے بڑے صوبے اتر پردیش (یو پی) کے 152.7 ملین عوام کے لئے بڑی سوگوار تھی کہ بھارت کی اس سب سے زیادہ آبادی والے صوبے کو جس کا رقبہ 294.411 مربع میل ہے دو ٹکڑوں میں تقسیم کر دیا گیا۔ یوپی کے ایک چھوٹے سے حصے کو کاٹ کر "اترانچل" بنایا گیا ہے وہ دراصل LOWAR HIMALAYAN Province کہلاتا تھا جہاں زیادہ تر بھارت کے پسماندہ قبائل آباد ہیں۔ بھارتی پارلیمینٹ نے "اترانچل" کے قیام پر اپنی نیک تمناؤں کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ اس تقسیم سے پسماندہ قبائل کو بھی ترقیاتی فنڈز سے حصہ مل سکے گا اور ان کے لئے الگ سے فنڈز مختص ہونے کی وجہ سے یہاں ترقیاتی منصوبے شروع ہو جائیں گے۔

19 / اکتوبر 2000ء سے شروع ہونے والا بھارتی پارلیمینٹ کا اجلاس اس لحاظ سے تاریخی اہمیت کا حامل تھا کہ اسے متحدہ صوبہ اتر پردیش کا آخری اجلاس سمجھا جائے گا۔ نئے صوبے اترانچل میں بی جے پی کے 17 ارکان شامل ہیں۔ دیگر جماعتوں کے 6 اراکین اسمبلی بھی اس صوبے کے کوٹے میں شامل ہیں۔ آبادی کے لحاظ سے یوپی کو بھارت کا سب سے بڑا صوبہ سمجھا جاتا ہے اور اگر یوپی کو ایک ملک کی حیثیت سے شمار کیا جائے تو اس کا شمار دنیا کے دس بڑی آبادی والے ممالک میں ہوتا ہے۔

اتر پردیش بھارت کا سب سے بڑا تاریخی اور مذہبی مرکز بھی سمجھا جاتا ہے دریائے گنگا جو یوپی کی معیشت میں بھی ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے یوپی میں شامل ہے جسکے کنارے بھارت کے بیشتر اہم ترین مذہبی مقامات موجود ہیں۔ ان میں سب سے بڑے ہندو مذہبی مراکز "رشی کیش" RISHIKESH اور "ہری دوار" HIRIDWAR میں شامل ہیں جو عین اسی مقام پر واقع ہیں جہاں ہمالیہ کے طویل اور پر اسرار سلسلے سے نکلنے والے سیکڑوں چشموں کا پانی ایک دریا کی صورت دریائے گنگا بن کر یوپی میں داخل ہوتا ہے۔ رشی کیش اور ہری دوار کے علاوہ اہم ترین مذہبی مقام "وارانسی" VARANASI بھی اسی صوبے میں موجود ہے۔ وارانسی سے کچھ فاصلے پر "سارناتھ" واقع ہے جہاں سے "بدھ

ازم'' کا آغاز ہوا اور مہاتما بدھ نے اس مقام سے اپنی مذہبی تعلیمات کی تبلیغ کا آغاز کیا۔ 1992ء میں بی جے پی کی طرف سے ''رام جنم بھومی'' کے مسئلے نے یوپی کو ساری دنیا کے پریس میں نمایاں جگہ دلائی، یہی وہ صوبہ ہے جہاں مسلمانوں کی قدیم ترین بابری مسجد کو متعصب اور متشدد ہندوؤں نے شہید کیا اور 1994ء میں سپریم کورٹ آف انڈیا کو یہ معاملہ پیش ہونے کے باوجود رام مندر کی تعمیر کا سلسلہ زور و شور سے جاری ہے۔

دو ہزار سال پہلے تک یوپی کا موجودہ صوبہ اشوکا کی عظیم بدھسٹ مملکت کا اہم حصہ تھا۔ جس کے بعد مغل بادشاہوں نے یوپی پر اپنے جھنڈے مضبوطی سے گاڑے رکھے اور کافی عرصہ تک آگرہ کو اپنا پایہ تخت بنائے رکھا۔ آج کل آگرہ کو تاج محل کی وجہ سے بین الاقوامی شہرت حاصل ہے۔

1857ء میں یوپی سے انگریزوں کے خلاف تحریک آزادی کی ابتدا ہوئی جب میرٹھ چھاؤنی میں بغاوت نے جنم لیا اور غدر کے اہم واقعات بھی یوپی کے اضلاع کان پور اور لکھنؤ میں ہی پیش آئے۔

برطانوی راج میں جب اودھ کو آگرہ میں مدغم کیا گیا تو موجودہ صوبہ یوپی کو انگریزوں نے ''یونائیٹڈ پراونس'' UNITED PROVINCE کا نام دے رکھا تھا لیکن ہندوستان کی آزادی کے بعد بھارت نے اس صوبے کو اتر پردیش (یوپی) ناردرن اسٹیٹس کا نام دیا۔ بھارت کے بیشتر وزرائے اعظم کا تعلق اسی صوبے سے رہا ہے جن میں نمایاں نام جواہر لال نہرو، لال بہادر شاستری، اندرا گاندھی، چرن سنگھ، راجیو گاندھی، وی پی سنگھ اور چندر اشیکھر کے ہیں۔ 1994ء کی سروے رپورٹ کے مطابق اس صوبے میں فی مربع میل 518 نفوس آباد ہیں۔ یہاں کی شرح خواندگی 41 فیصد ہے اور سب سے زیادہ بولی جانے والی زبان ہندی ہے۔ یوپی کو بھارت ہی نہیں دنیا بھر میں ایک مضبوط تہذیبی اور ثقافتی مرکز کی حیثیت ہمیشہ سے حاصل رہی ہے۔ یہاں کا دارالحکومت لکھنؤ اپنی تہذیبی روایات، زبان و ثقافت اور عظیم ترین ادبی روایات کا حامل رہا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ دور قدیم میں یوپی کے شرفا، اپنی اولادوں کو تہذیب دلانے کے لئے لکھنؤ کی مہذب طوائفوں کے کوٹھوں پر بھیجا کرتے تھے کیوں کہ ان کے ہاں ادب آداب اور رکھ رکھاؤ کے وہ مخصوص انداز سکھائے جاتے تھے جو آج بھی یہاں کی تہذیب کا خاصہ ہیں۔

اردو زبان کی روایت ''پہلے آپ'' بھی لکھنؤ سے منسوب ہے جہاں آج بھی ایک دوسرے کو بڑھ چڑھ کر تعظیم دینے کے لئے ''پہلے آپ'' پر عمل کیا جاتا ہے اور اس کا اتنا اہتمام ہے کہ اکثر ''پہلے آپ'' کے چکر میں گاڑی نکل جاتی ہے۔

یوپی کو جن بڑے ریجنوں میں تقسیم کیا گیا ہے ان کے نام یہ ہیں۔ آگرہ ریجن میں فتح پور سیکری، متھرا، ورندابن، میرٹھ، مسوری، ہردوار وغیرہ شامل ہیں۔

اس کے بعد یوپی ناردرن ریجن ہے جس میں رشی کیش، کوربٹ CORBETT نیشنل پارک، نینی تال، رانی کھیت، المورا، پتھورا گڑھ، کوسانی KAUSANI، بریلی، بن باسا، رام پور وغیرہ شامل ہیں۔

سینٹرل اتر پردیش میں علی گڑھ، قنوج، کانپور، لکھنؤ، الہ آباد، فیض آباد، ایودھیا شامل ہیں۔

وارانسی ریجن میں سارناتھ اور جونپور شامل ہیں جب کہ ایسٹرن اتر پردیش میں گورکھپور، سناؤلی وغیرہ شامل ہیں۔

یوپی کی سرحدیں اگر ایک طرف راجستھان، ہریانہ، دلی، پنجاب اور ہماچل پردیش سے ملتی ہیں تو دوسری طرف مدھیہ پردیش، بہار، نیپال اور چین میں تبت سے جا ملتی ہیں، اس سے اس صوبے کی اہمیت کا بخوبی اندازہ ہو جاتا ہے۔ یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ صرف یوپی کی تاریخ بھارت کی مکمل تاریخ سے کم اہمیت کی حامل نہیں ہے۔ اتر پردیش کے مختلف ریجنز پر ایک سرسری نظر ڈالنے سے اس کا بخوبی اندازہ ہو جائے گا۔

آگرہ ریجن میں (1.050.500) لوگ آباد ہیں اور سکندر لودھی نے اسے سب سے پہلے 1501ء میں پایہ تخت بنایا تھا لیکن جلد ہی یہاں مغل قابض ہو گئے۔ بابر اور ہمایوں نے یہاں کئی عمارتیں تعمیر کروائیں 1570ء سے 1585ء تک دور اکبری کو آگرہ کا بہترین دور شمار کیا جاتا ہے۔ فتح پور سیکری آگرہ کے نزدیک اکبر اعظم نے ہی آباد کیا تھا۔ 1585ء کے بعد اکبر لاہور آ گیا اور یہاں سے 1599ء میں واپس آگرہ گیا جہاں اس نے 1605ء میں اپنی موت تک قیام کیا جہانگیر نے آگرہ پر زیادہ توجہ نہیں دی البتہ شاہ جہان کا نام آگرہ سے ہمیشہ منسوب رہے گا جس نے یہاں جامع مسجد، قلعہ آگرہ کی بیشتر اہم عمارات اور ممتاز محل کی یاد میں عجوبہ روزگار تاج محل تعمیر کروایا۔ 1638ء میں شاہ جہان نے دہلی میں لال قلعہ اور جامع مسجد بنائی اور 1648ء میں پھر دہلی مغل حکومت کا پایہ سلطنت بن گیا۔

> یوپی اگر ایک ملک ہوتا تو دنیا کے دس بڑے ملکوں میں سے ایک ہوتا
> راجستھان سے نیپال اور چین کی سرحدوں تک یوپی کا سلسلہ پھیلا ہوا ہے
> ''گنگوتری'' کا آغاز یہاں سے ہوتا ہے
> آگرہ، اودھ، لکھنؤ، وارانسی، متھرا، میسور سب کچھ یوپی میں ہے

آگرہ دہلی سے 204 کلومیٹر دور دریائے جمنا کے کنارے آباد ہے اور گزشتہ چار سو سال سے اپنی تہذیبی روایات کے ساتھ ساری دنیا کے سیاحوں کا مرکز نگاہ بنا ہوا ہے۔ یہاں کا لال قلعہ، تاج محل، جامع مسجد، رام باغ، دیال

باغ مندر، اکبر کا مقبرہ، کناری بازار اور تاج گنج کے علاقے بین الاقوامی شہرت کے حامل ہیں۔ تاج محل کا چودھویں کے چاند میں نظارہ ایک یادگار تجربہ رہتا ہے۔

فتح پور سیکری کو اکبر اعظم نے 1570ء اور 1585ء کے درمیان تعمیر کروایا۔ یہاں کی درگاہ مسجد، بلند دروازہ، شاہی دروازہ، حضرت سلیم چشتیؒ کا مقبرہ، جودھا بائی، بیربل بھون، کارواں سرائے، پنچ محل، آنکھ مچولی، دیوان خاص، نوبت خان کا مقبرہ، رومی سلطان کا مقبرہ اور ہاتھی پول خاص شہرت رکھتے ہیں۔ متھرا کو اشوکا نے آباد کیا تھا چینی سیاح فاہیان FA.HIAN نے اس علاقے کا سفر 401 سے 410 عیسوی کے درمیان کیا جب کہ ہیون تسانگ یہاں 634ء میں آیا۔ تب یہاں کی آبادی 20 سے 30 ہزار کے درمیان تھی اور بدھ ازم کے ساتھ ساتھ ہندو ازم نے بھی یہاں قدم جمانے شروع کئے تھے۔ 1017ء میں محمود غزنوی متھرا پر حملہ آور ہوا اور بڑے بڑے مندر مسمار کر دیئے۔ 1500ء میں سکندر لودھی نے متھرا پر قبضہ کیا جس کی بعد اورنگ زیب عالمگیر نے یہاں حکومت کی۔ یہاں کی تاریخی اہمیت کے مقامات شری کرشنا جنم بھومی، دریائے جمنا کا گھاٹ، کنس قلعہ، جامع مسجد، دوارکا داس مندر، عجائب گھر، گیتا مندر وغیرہ ہیں۔ متھرا کی مٹھائیاں خصوصاً یہاں کے پیڑے ساری دنیا میں مشہور ہیں۔ اس شہر کو ہندو دھرم کا اہم مرکز قرار دیا جاتا ہے جب کہ یہاں بدھ ازم کے بڑے آثار بھی موجود ہیں۔

متھرا سے چند کلومیٹر کے فاصلے پر ''ورانداہن'' VRINDABAN موجود ہے جہاں ہندو روایات کے مطابق شری کرشن گوپیوں کے ساتھ غسل ماہتابی فرمایا کرتے تھے۔ ''ورانداہن'' کا لفظی ترجمہ بانس کا جنگل ہے اور یہاں بارہ مشہور جنگل موجود ہیں جو دو سو کلومیٹر مربع میں پھیلے ہوئے ہیں۔ ورانداہن کے مندر ہندو دھرم میں خصوصی اہمیت کے حامل ہیں۔

نادرن اتر پردیش پہاڑوں، پہاڑی مقامات اور دریائی ڈیلٹاؤں کے ایک طویل سلسلے کا نام ہے۔ یہاں کا مغربی حصہ گارہوال GARHWAL اور مشرقی حصہ کماؤں پر مشتمل ہے۔ کماؤں کے جنگلات جم کاربٹ کی کہانیوں کا عام موضوع رہے ہیں۔ یہاں آدم خور شیر اور چیتے آج بھی موجود ہیں۔ یہاں بھارت کے مشہور ہل اسٹیشن نینی تال اور مسوری موجود ہیں۔ یہاں ''گنگوتری'' موجود ہے جسے دریائے گنگا کا منبع سمجھا جاتا ہے۔ اسی جگہ بھارت اور چین کی سرحدیں آپس میں ملتی ہیں ''گنگوتری'' کو چار اہم ترین ہمالیائی یاتراؤں میں سے ایک اہم مقام حاصل ہے۔ دوسری اہم دھارمک یاترائیں ''بدری ناتھ'' ''کیدار ناتھ'' اور ''لمیپوتری'' ہیں۔ ان چاروں کے مجموعے کو ہندو دھرم میں ''چار دھم'' Char Dham کہا جاتا ہے۔

نادرن اتر پردیش کو ایک الگ صوبہ بنانے کی تحریک گزشتہ تیس سال سے جاری تھی اور مقامی آبادی ''اتراکھنڈ'' کے نام سے یہاں الگ صوبے کا مطالبہ کر رہی تھی۔ 1994ء میں مسوری میں اس سلسلے میں بڑی ہنگامہ آرائی ہوئی اور پولیس کی فائرنگ سے سات لوگ مارے گئے، اسی ماہ مظفر آباد میں احتجاج کرنے والے بارہ لوگ پولیس کے ہاتھوں مارے گئے جو ''اتر کھنڈ ریلی'' لے کر دہلی کی طرف مارچ کر رہے تھے جس کے بعد نینی تال، مسوری، ہل دوانی میں کرفیو نافذ کر دیا گیا۔ اب اس علاقے کو اترانچل کے نام سے نیا صوبہ بنایا گیا ہے۔ یہاں سے سرحدی علاقے ''بن باسا'' کے ذریعے نیپال تک رسائی ممکن ہے۔ دہلی سے 70 کلومیٹر شمال مشرق میں میرٹھ واقع ہے جہاں سے 1857ء میں جنگ آزادی کی ابتدا ہوئی۔ یہاں سے سہارنپور، ڈیرہ دون تک کئی اہم مقامات دکھائی پڑتے ہیں۔ سہارنپور کا 175 سالہ قدیم یمنی باغ اور ڈیرہ دو ہمالیہ کے قدموں میں آباد ہے جو ایک اہم ہل اسٹیشن کے علاوہ انڈین ملٹری اکیڈمی کے لئے بین الاقوامی شہرت رکھتا ہے۔ مسوری یہاں سے 34 کلومیٹر دور ہے۔ سطح سمندر سے دو ہزار میٹر کی اونچائی پر واقع مسوری کی شہرت ایک ہل اسٹیشن کی حیثیت سے مسلم ہے۔ ہمالیہ کے طویل سلسلہ ہی سے گزرتا پانی جہاں دریائے گنگا کی شکل اختیار کرتا ہے اس جگہ کو ''ہری دوار'' کہتے ہیں۔ ''ہری دوار'' کا لفظی ترجمہ Gate way to God ہے۔ یہاں سے 24 کلومیٹر شمال میں ''رشی کیش'' موجود ہے۔ یہ سارا علاقہ مندروں، آشرم سراؤں سے آباد ہے اور دنیا بھر سے ہندو یہاں مختلف مواقع پر جمع ہوتے ہیں ''رشی کیش'' کو Yoga capital of the world کہا جاتا ہے۔ یہاں دنیا بھر سے لوگ یوگا کے پر اسرار علوم سیکھنے آتے ہیں۔ کوربٹ نیشنل پارک 1936ء میں ہندوستان کے پہلے نیشنل پارک کی حیثیت سے ہمالیہ اور گنگا کے درمیان قائم کیا گیا تھا تب اس کا رقبہ 520 مربع کلومیٹر تھا جو اب ''سوناندی'' شامل ہونے کے بعد 1318 مربع کلومیٹر ہو گیا ہے۔ کماؤں کے خطرناک جنگلات بھی اس میں موجود ہیں۔ کماؤں کے پہاڑی سلسلے سے قریباً دو ہزار میٹر اور نینی تال کا ہل اسٹیشن سی جو کبھی اتر پردیش کا ''گرمائی دارالحکومت'' ہوا کرتا تھا۔ نینی تال کے شمال میں ''رانی کھیت'' کا پرسکون ہل اسٹیشن موجود ہے جہاں کا ''جوالا دیوی مندر'' خصوصی شہرت کا حامل ہے۔ چار سو سال قبل کماؤں کے ''چند'' راجاؤں کا دارالحکومت ''المورا'' بھی یوپی کا تاریخی اہمیت کا حامل خوب صورت ہل اسٹیشن ہے جس کے گرد اگرد کھٹامل، جاگیشور کے مشہور مندر موجود ہیں۔ پتھورا گڑھ کی سرحدیں ایک طرف نیپال اور دوسری طرف چین میں تبت سے ملتی ہیں۔ اس وادی کو ''لعل کشمیر'' بھی کہا جاتا ہے۔ المورا سے 53 کلومیٹر شمال میں ہمالیائی سلسلہ کا مشہور ریجن ''کوسانی'' موجود ہے جہاں گاندھی نے 1929ء میں

''اناشکتی آشرم'' بنایا تھا۔ریلی کو اپنے مشہور مرکز ''روہیل کھنڈ'' کی وجہ سے شہرت حاصل ہے یہاں برطانوی راج تب قائم ہوا جب مقامی افغان نژاد پٹھانوں نے نواب آف اودھ اور مرہٹوں سے جنگ کی تھی۔یہیں نیپال کے نزدیک ترین بھارتی علاقہ ''بن باسا'' موجود ہے۔رام پور بھی روہیل کھنڈ کا دارالحکومت تھا۔یہاں کی جامع مسجد آج بھی مرجع خلائق ہے،اس کے نزدیک ''ہری کی دون ویلی'' سنکری،دودی تال،گنگوتری،گرمکھ،کیدارتال اور کیدارناتھ موجود ہیں جس کے ساتھ ''بدری ناتھ'' پھولوں کی وادی اور ہیمم کھنڈ موجود ہیں اس کے بعد ہمالیہ کا برفانی سلسلہ شروع ہوتا ہے جہاں کے پنداری گلیشئر،کھاتلنگ گلیشئر مشہور ہیں۔

سنٹرل اترپردیش،علی گڑھ کی شہرت سرسید احمد خاں کی علی گڑھ یونیورسٹی کی وجہ سے ہے۔قنوج کا قلعہ دیکھنے کی جگہ ہے۔لکھنؤ کے جنوب مشرق میں 70 کلومیٹر دور کانپور سے جہاں ''جھانسی'' موجود ہے۔جھانسی کی رانی نے 1857ء میں انگریزوں کے خلاف بغاوت میں اس علاقے کے آزادی پسندوں کی کمان کی تھی اور بہادری سے لڑتی ماری گئی تھی۔

لکھنؤ اترپردیش کا دارالحکومت ہے جہاں برہان الملک 1724-1739ء سے واجد علی شاہ 1847-1856ء تک مسلمانوں سے تہذیبی،ثقافتی،علمی اور ادبی کارناموں کی طویل فہرست موجود ہے۔آج بھی دنیا بھر میں لکھنؤ اپنی مخصوص تہذیبی شناخت کا حامل ہے۔الہ آباد ''وارانسی'' سے 135 کلومیٹر مغرب میں واقع ہے۔کانگریس کے وزرائے اعظم یہیں سے الیکشن لڑ کر کامیاب ہوتے آئے ہیں اور بھارت کا مشہور گاندھی خاندان یہیں آباد ہیں فیض آباد کبھی اودھ ریاست کا دارالخلافہ ہوا کرتا تھا لیکن بہو بیگم کی موت کے بعد اس پر زوال آ گیا۔ایودھیا کی شہرت رام جنم بھومی اور بابری مسجد کی وجہ سے ساری دنیا میں ہے۔

وارانسی ریجن میں ہندو دھرم کے قریباً تمام اہم ترین مقامات موجود ہیں اور مندروں کا طویل سلسلہ ہمالیہ کے دامن تک پھیلتا چلا جاتا ہے۔مشرقی اترپردیش میں گورکھپور سے نیپال تک سڑک تعمیر کی گئی ہے۔نیپالی سرحد کے دائیں طرف سناؤلی نام کا تاریخی گاؤں ایک طرح سے نیپال اور بھارت کے درمیان گیٹ وے کی حیثیت رکھتا ہے۔یہاں گورکھا آبادی زیادہ ہے۔

اترانچل کی مانگ ریاست کے قیام سے بی جے پی کو یوپی میں اپنی پوزیشن کم زور دکھائی دے رہی ہے،یہی وجہ ہے کہ مرکزی قیادت نے وزیراعلیٰ رام پرکاش گپتا کو برطرف کر دیا ہے اور راج ناتھ سنگھ کو نیا وزیراعلیٰ بنایا گیا ہے جن سے بی جے پی کو خاصی جوڑ توڑ کی امید ہے کیوں کہ بھارت کی اس اہم ترین ریاست میں بی جے پی بہرصورت اپنا راج پاٹھ قائم رکھنا چاہے گی۔

غزل

غلام مصطفےٰ مجددی ایم۔اے (شکرگڑھ)

یہاں سنگ و خشت کی صورت جذبوں سے بیگانہ لوگ
شہر وفا میں ہم نے دیکھے کتنے تنہا تنہا لوگ

☆☆☆

او خوابوں کے تاج محل میں بسنے والے شہزادے
کیا معلوم تمہیں رہتے ہیں شہر میں کیسے زندہ لوگ

☆☆☆

رہبر بن کر آنے والے رہزن بن کر لوٹ گئے
کس کو دکھائیں داغ محبت کس کو سنائیں بپتا لوگ

☆☆☆

جیسے گل چیں کے ہاتھوں میں مسلا مسلا پھول کوئی
ایسے تیرے جور و ستم کے آگے ریشہ ریشہ لوگ

☆☆☆

آنے والے وقت کے اندیشوں میں الجھے رہتے ہیں
افسردہ افسردہ بندے، پژمردہ پژمردہ لوگ

☆☆☆

مر کے پہنچے جب منزل پہ وہ بھی ایک سراب لگی
شاید منزل کے سپنوں میں بھول گئے ہیں رستا لوگ

☆☆☆

جن کے ایک اشارۂ ابرو سے تقدیر پلٹ جائے
صدیوں بعد کہیں جا کر ہوتے ہیں ایسے پیدا لوگ

☆☆☆

حسن کے دعویدار حسینوں سے کیا رسم و راہ مری
اچھے لگتے ہیں حضرت[1] آسی سے سادہ سادہ لوگ

---------O-O-O---------

[1] استاذ گرامی حضرت علامہ پروفیسر محمد حسین آسی دامت برکاتہ

جہانِ کتاب

کتاب: سرالاسرار

تصنیف: حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ
صفحات: 191

اردو ترجمہ: ظفر اقبال کلیار
ہدیہ: 80 روپے

تبصرہ نگار: ظہیر باقر بلوچ

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سلسلہ عالیہ قادریہ کے بانی اور محبوب سبحانی ہیں۔ آپ نے روحانیت کا چشمہ فیض جاری فرمایا جس نے لاکھوں دلوں کی ویران کھیتیوں کو سرسبز و شاداب بنایا اور جس نے ایک عالم کو مستفیض فرمایا۔ رسالہ سرالاسرار علم تصوف کے اسرار و رموز پر آپ کی نہایت لطیف تصنیف ہے جسے مصر کے دو نامور سکالروں محمد عدنان الزرقی اور محمد غسان نصوح نے انتہائی محنت اور عرق ریزی سے بغداد شریف میں واقع حضور غوث پاک کی ذاتی لائبریری 'مکتبہ قادریہ' میں موجود مخطوطے سے اخذ کر کے جدید انداز میں تحریر کیا ہے (مقدمہ میں تمام تفصیل موجود ہے) جو اہل تحقیق کے لئے الگ سے اہمیت اور دلچسپی کا باعث ہے۔

مترجم جناب ظفر اقبال کلیار عربی سے اردو میں متعدد تراجم فرما چکے ہیں جن میں امام غزالی کے رسائل الرد الجميل لالٰهية عيسى بصريح الانجيل کے ترجمہ "مسیح خدا نہیں" اور ایہا الولد کے ترجمہ "اے فرزند عزیز" نے خصوصی شہرت حاصل کی۔ آپ نے سرالاسرار کا رواں سلیس عام فہم اور بامحاورہ ترجمہ کیا ہے۔ جو ترجمہ نہیں اردو ہی کی تصنیف معلوم ہوتا ہے۔ جس کے لئے وہ بجا طور پر مبارک باد کے مستحق ہیں۔

حضور غوث الثقلین نے اس کتاب میں جہاں علوم و معارف بیان کیے ہیں وہاں اہل فقر و تصوف کی ذکر و فکر اور عبادت و ریاضت کے ذریعے ترقی درجات کی طرف رہنمائی بھی فرمائی ہے۔

ٹائٹل دیدہ زیب ہے۔ گہرے رنگ کے صحرا کے افق پر کعبۃ اللہ کے منظر کا ظہور جس پر اسم ذات آویزاں ہے۔ نفس مضمون کے قریب تر ہے۔

کتاب میں مستقل اصطلاحات کی ابتداء میں وضاحت کی گئی ہے۔ جو عام قاری کے لئے عبارت کے مفاہیم سے آگاہی حاصل کرنے کی لئے مدد و معاون ہوں گی۔

کتاب: تحریک پاکستان اور مشائخ عظام

تصنیف: محمد صادق قصوری
صفحات: 318

تبصرہ نگار: ظہیر باقر بلوچ
ہدیہ: 120 روپے

پاکستان اور تصوف دونوں کی نظریاتی اساس کلمہ توحید پر ہے۔ لہٰذا تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ جونہی مطالبہ پاکستان نے ایک واضح عملی صورت اختیار کی۔ ملک کے طول و عرض سے مشائخ عظام قیام پاکستان کی تحریک میں حصہ لینے کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے۔ جیسے کہ اسی انتظار میں بیٹھے ہوں۔ کسی نے ظاہری تو کسی نے باطنی طور پر حصول پاکستان کے خواب کو عملی صورت دینے کے لئے بھرپور کردار ادا کیا۔ چنانچہ تحریک پاکستان میں امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہؒ کے تاریخی کردار کے ساتھ ساتھ پیر صاحب آف مانکی شریف، پیر صاحب آف زکوڑی شریف، پیر غلام مجدد سرہندی اور خواجہ محمد قمر الدین سیالوی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہم کی مساعی جمیلہ بھی آب زر سے لکھے جانے کے قابل ہیں۔ ان لوگوں نے باقاعدہ طور پر مسلم لیگ میں شامل ہو کر 1946ء کے انتخابات میں مسلم لیگ کو مسلمانوں کی واحد نمائندہ جماعت بنانے میں اہم کردار ادا کیا۔ مشائخ عظام نے تحریک پاکستان میں سنت رسول کریم ﷺ سمجھ کر حصہ لیا۔ کیونکہ اسلام کی نظریاتی اساس پر ایک ریاست قائم کرنے کی جدوجہد سنت رسول ہی تو تھی۔ جبکہ جناب سیدالانبیاء نے بھی مدینہ منورہ میں نظریاتی بنیادوں پر ایک اسلامی ریاست قائم کی تھی۔ اور اپنی حیات طیبہ ہی میں اس کی داخلی اور خارجی پالیسیاں بھی وضع فرما گئے۔

جناب محمد صادق قصوری نے اس کتاب میں کم و بیش ایسے تمام مشائخ کرام کا ذکر کر دیا ہے۔ جنہوں نے کسی نہ کسی حوالے سے تحریک پاکستان میں حصہ لیا۔ یوں ان بزرگان دین کی تعداد 48 بنتی ہے۔ فاضل مصنف نے تمام بزرگوں کے مختصر حالات زندگی اور تحریک پاکستان میں ان کی شمولیت پر مستزاد ان کی دیگر روحانی، معاشرتی اور سیاسی خدمات کا بھی ذکر کیا ہے۔ اس طرح حوالے کے طور پر اس کتاب کی اہمیت اور بھی بڑھ جاتی ہے۔ مصنف نے کتابیات کے ذیل میں 119 کتابوں کے حوالے دیئے ہیں۔ جن میں سے اکثر سیاسی، معاشرتی، تاریخی اور دینی موضوعات پر ہیں۔ جس سے فاضل مصنف کی ژرف بینی اور متعلقہ شعبوں میں ان کی بھرپور مہارت کی عکاسی ہوتی ہے۔

ملنے کا پتہ: مکتبہ زاویہ 10 مرکز الاویس (ستا ہوٹل) دربار مارکیٹ لاہور فون: 7113553

اہل سُنت

غلام مصطفٰی مجددی ایم۔اے

عشق کے راستے پر چلایا ہمیں
اہل سُنت خُدا نے بنایا ہمیں

شکر ہے مصطفٰے کی محبت ملی
چار یاروں کے در کی عقیدت ملی
آلِ اطہار کے غم کی لذّت ملی
غوثِ اعظم کا جلوہ دکھایا ہمیں
اہل سُنت خُدا نے بنایا ہمیں

ہم شریعت کو دنیا میں پھیلائیں گے
ہم حقیقت کے پرچم کو لہرائیں گے
ہم زمانے کو یہ بات سمجھائیں گے
جام عشقِ نبی کا پلایا ہمیں
اہل سُنت خُدا نے بنایا ہمیں

دل معطر ہے دستورِ قرآن سے
جاں منور ہے منشورِ ایمان سے
فکر روشن ہوا نورِ عرفان سے
مسندِ اوج پر ہے بٹھایا ہمیں
اہل سُنت خُدا نے بنایا ہمیں

ہم ہیں راہی ولایت کی شہراہ کے
ہم سوالی ہیں طیبہ کی درگاہ کے
ہم ہیں صیاد، خُورشید کے، ماہ کے
اپنی رحمت سے اُونچا اُڑایا ہمیں
اہل سُنت خُدا نے بنایا ہمیں

ہم رضا کی ہواؤں کے شہباز ہیں
ہم بقا کی فضاؤں کے جانباز ہیں
ہم خدا کی عطاؤں کے ہمراز ہیں
صُورتِ چشمِ بینا جگایا ہمیں
اہل سُنت خُدا نے بنایا ہمیں

داتا ہم، خواجہ ہم، پیر بغداد ہم
غوث ہم، غیث ہم، قطب و اوتاد ہم
بزمِ سرہند کے شیخِ ارشاد ہم
نور ہم۔ ناریوں سے بچایا ہمیں
اہل سُنت خُدا نے بنایا ہمیں

رافتِ کبریا کے سزاوار ہم
اُلفتِ مجتبٰے کے خریدار ہم
سیرتِ اولیاء کے فدا کار ہم
بخش کر کالی کملی کا سایا ہمیں
اہل سُنت خُدا نے بنایا ہمیں

وہ اٹھی فوج شیرانِ اسلام کی
وہ چلی موج فیضانِ بسطام کی
وہ گئی شب شبستانِ آلام کی
ساحلِ عافیت پر لگایا ہمیں
اہل سُنت خُدا نے بنایا ہمیں

بیادِ عزیز

قطبِ ربانی غوثِ صمدانی حضور قبلۂ عالم پیر سید علی حسین شاہ پوری

جامعہ انوار لاثانی

نقش لاثانی نگر۔ شکر گڑھ۔ ضلع نارووال

زیرِ سرپرستی

مفکرِ اسلام حضرت علامہ پروفیسر محمد حسین آسی نقشبندی

پروگرام

- حفظ و قرأت کی کلاس جاری ہے۔
- درسِ نظامی کے لیے عمارت اور تدریس کا بندوبست کیا جا رہا ہے۔

اپیل

تمام اہلِ سنّت وجماعت سے گذارش ھے کہ جامعہ کو کامیاب بنانے کے لیے مالی تعاون کریں۔

منجانب: شیرانِ اسلام پاکستان (شکر گڑھ)